صحت نامہ اغلاط احکام الزکوٰۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۸	۸	تشریح بیشتر کرتے	تشریح کرتے ہیں ۔
۱۶	۱۲	۳۰۰	۳۰۰
۳۰	۶	استعمال اشیا	استعمالی اشیاء
۳۴	۴	۲ ½ جو	۲ ¾ جو
۳۸	۱۵	مخلوط	مخلوط ہوں ۔
۳۹	۶	زکوٰۃ جس مقدار کی نکالی جائے ۔	زکوٰۃ نکالی جاتی ہے ۔
۴۳	۱۷	چالیسواں	چالیسواں حصہ
؍؍	۱۸	بعض کے ساتھ	بعض کو بعض کے ساتھ ۔
۴۴	۶ و ۷	غرض سے ہو	غرض سے ہے ۔
۴۴	۱۶	جائز نہیں	جائز ہیں ۔

یا ایہا الذین آمنوا اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ

تالیف خاکسار شاہ محمد ولی اللہ قادری گلشن آبادی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ابن
حضرت شاہ غلام جیلانی بادشاہ قادری قدس سرہ العزیز مشائخ قصبہ بید

الموسوم

احکام الزکوٰۃ

۱۳۲۶

حسب فرمایش اخوی مکرم جناب سید [illegible] صاحب
قادری مشائخ قصبہ شیکال - باہتمام محمد ولی الرحمن مہتمم مطبع ہذا

مطبع محبوب النظام میں زیور طبع سے آراستہ ہوا
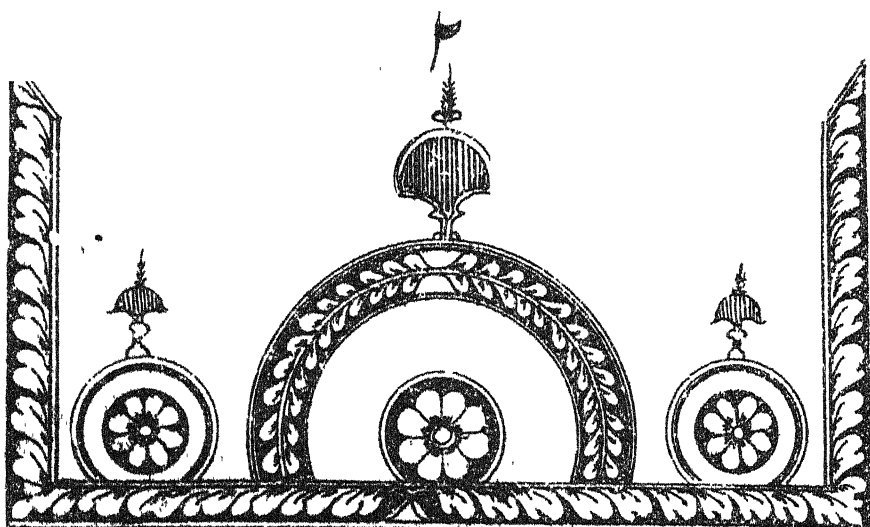
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احکام الزکواۃ

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
خاتم النبیین وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الطیبین
اجمعین الی یوم الدین

سبب تالیف

اگرچہ فی زماننا ہندوستان مین سیکڑون کتب فقہ کا اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔ جن مین
حسب ترتیب زکواۃ کا بیان بھی شرح وتفصیل کے ساتھ درج ہے۔ لیکن حال کے
مترجمین نے بھی کتاب الزکواۃ کے ترجمون مین اس بات کا لحاظ نہین رکھا کہ عرب

کے مروجہ سکون کے ساتھ ہندوستان و دکن کے مروجہ سکون کی بھی مطابقت
حسب زمانہ ہوتی جائے - بلکہ ہر کتاب مین اکثر و بیشتر عرب کے مروجہ سکون
(درم و دینار و مثقال وغیرہ) کا ذکر کردیا گیا ہے - اور اکثر تمثیلات مین بھی یہی
سکے پیش کئے گئے ہین -

یہ ظاہر ہے کہ جن سکون کا جس ملک مین مطلق رواج نہ ہو عامہ خلائق کو اس کے
سمجھنے مین کیا کچھ دقت اٹھانی پڑتی ہے -

علاوہ اس کے جتنے بڑے بڑے مستند متداول کتب فقہ ہندوستان و دکن
مین موجود ہین گو ان سب کا ترجمہ اردو زبان مین بالکل با محاورہ ہو گیا ہے - مگر
وہ ایسی شستہ عبارت اور شاندار الفاظ مین ہے جسکے مضامین و مطالب کو اچھی
طرح معمولی لیاقت کے لوگ سمجھ نہین سکتے - اگرچہ ان معتبر کتابون کے سوا
مسائل زکوات مین اور بھی متعدد رسالے پائے جاتے ہین - مگر ان مین بہت
اختصار کے ساتھ کام لیا گیا ہے جس سے طالب کو پوری تشفی نہین ہو سکتی اور
مجبوراً پھر بڑی بڑی کتابون کیطرف رجوع ہونا پڑتا ہے -
اسلئے ایک مدت سے مجھے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ خاص
مسائل زکوات مین بزبان اردو ایک ایسا مستقل رسالہ لکھا جائے جسکی
زبان سلیس عام فہم ہونیکے علاوہ حسب رواجات زمانہ ضروری شرح و تفصیل
اور تمثیلات مروجہ بہت صاف طور پر بیان ہون - لیکن کچھ ایسے اسباب پیش
آتے رہے کہ ان خیالات کا عملی نقش صفحۂ قرطاس پر منقوش نہو سکا -

گو زکوات کی کم رواجی کے افسوسناک حالات ہمیشہ پیش نظر تھے لیکن حسن
اتفاق سے اندنون اخوی مکرم جناب سید شاہ عبدالرزاق صاحب قادری
منتظم تصبہ تکمال تشریف فرمائے گلشن آباد میدک ہوئے - آپ نے چند سال

زکوات کو اس عاجز سے دریافت فرمایا اور ساتھ ہی مسائل زکوات کی تدوین اور ترتیب
رسالہ کی نسبت بہت ہی اصرار کے ساتھ ارشاد ہوا۔ پس ایک عرصہ سے جو خیالات
مرکوز خاطر تھے اُن کے لئے صاحب معز کا ارشاد ایک خاص تحریک ہوگئی اور فوراً ہی
ترتیب رسالہ کے جانب توجہ مائل ہوئی۔ اور نیز زمانہ کے انقلابات۔ عمر
بیوفا کی ناپائداری کے خیال نے اور بھی توسن عزیمت پر ایک تازیانہ جمایا۔
الحمد للہ خدائے پاک کے مبارک نام کے ساتھ اس رسالہ کو شروع کرتا ہون
اور اسی کی توفیق و اعانت پر کامل بھروسہ رکھتا ہون

مقدمہ

اگرچہ ابتدائے اسلام مین عہد خلافت شیخین رضی اللہ عنہما تک زکواۃ ہر مالدار سے
بجانب امام وصول کیجاتی تھی۔ جو بیت المال مین بہ حفاظت تمام رکھکر مستحقین پر
صرف ہوا کرتی تھی۔ لیکن خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام
خلافت مین نقدین کی زکواۃ کا نکالنا خود مالکون کے سپرد کردیا گیا۔ تاکہ وصول
رقم زکواۃ مین ظالم جابر حکام و عمال کی جبر و زیادتی سے ہر شخص محفوظ رہے۔
غایۃ الاوطار

خلیفہ سوم کے اس حکم کے بعد زکواۃ کا مال سرکار مین داخل ہونا موقوف ہوگیا
بلکہ ہر شخص جو صاحب نصاب ہوتا تھا بطور خود زکواۃ کو مستحقین پر صرف کیا کرتا تھا
چونکہ وہ زمانہ قرب رسالت و قرب خلافت کا تھا بمصداق اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول ہر شخص کی طبیعت مین اطاعت خدا و رسول کا ایک گہرا نقش
جما ہوا تھا اور ہر ایک کے دل پر خوف الٰہی کا ایک خاص سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ جیسا جیسا زمانہ

گزر گیا ان دو بیش بہا صفتوں مین کمی و بے رونقی ہونے لگی - رفتہ رفتہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ دن بدن ارکان اسلام اور نیز عام دینی امور مین سخت کساد و فساد پیدا ہو رہا ہے - خاصکر زکواۃ کا رکن رکین تو اسقدر بوسیدہ اور قریب الانہدام ہو چلا ہے کہ شاید آگے چلکر خدا نخواستہ اسکا نام و نشان بھی باقی نرہے -

یہ ظاہر ہے کہ انسان دو عبادتون کا مکلّف ہے ایک تو عبادت بدنی دوسری عبادت مالی عبادت بدنی تو ایک ایسی چیز ہے کہ فطرۃً ہر شخص پر زیادہ دشوار اور بہت گران نہین گزرتی - کیونکہ بغیر کسی صرفہ کے چند گھنٹے یا چند ساعت یا چند روز کی ریاضت ہے بخلاف عبادت مالی کے جو جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے پیسہ کسیکو دینا دوبھر ہو جاتا ہے مال کا مستحقین پر صرف کرنا جان پر بن آتا ہے - افسوس اس ارشاد خداوندی کا ذرا بھی خیال نہین لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ یعنے تم ہرگز بھلائی حاصل نکر سکوگے جب تک وہ چیز (راہ خدا مین) خرچ نکروگے جسکو تم (بے حد) دوست رکھتے ہو) - وہ کیا چیز ہے سیم و زر ہے مال و دولت ہے - دنیا کا وہی مال اور وہی دولت تمہارے آخرت کے کام آئیگی جو از روے احکام راہ خدا مین صرف ہوا کرے - ورنہ ایکروز پیشگاہ خداوندی مین یہی مال و دولت گلے کا بار ہو کر تم کو ایک ایسے دردناک عذاب کیطرف کھینچ لیجائینگے جس سے ہر شخص پناہ مانگتا ہے -

ذرا غور سے کام لو سمجھو کہ زکواۃ بھی مثل نماز روزون کے ایک مستقل فرض الہی ہے روزے جسطرح سال مین ایک مہینا عام مومنین پر فرض ہین اسیطرح زکواۃ بھی سال مین ایکبار اغنیا پر فرض ہے وہ بھی کئی شروط کے ساتھ - کیا یہ بدبختی اور غفلت نہین ہے کہ فرایض الہی سے بعض کو اختیار کرین اور بعض کو ترک کرین -

اے مسلمو کیا حق تعالی کی عطا شدہ نعمتون کا یہی شکر ہے کہ تم اپنے مال و دولت کو یا تو ذخیرہ بنا کے رکھو یا اپنے ہی ضرورتون مین لاؤ - اور مستحقین کی حالت زار پر ذرا

بھی رحم نہ کھاؤ۔ نہیں یہ سخت یہ حالت تم کو ایکروز ضرور تباہ اور برباد کرنے والی ہے اگر تم بندہ شاکر بنا چہتے ہو تو تم اپنے ہم قوم محتاجون۔ مفلسون کو زکواۃ کے ذریعہ سے ایک معتدبہ مالی فائدہ پہنچاؤ۔ ورنہ بارگاہ الہی مین ناسپاسون کافر نعمتون مین تمہارا شمار ہوگا۔

کیا ہی سخت افسوس ہے کہ تم اپنے تمام ضروریات معیشت کو تو بہت ہی فراغ دلی کے ساتھ پورا کرو اور رسومات مروجہ مین جو سراسر بیہودگی و لہو و لعب سے مملو ہین ہزارون سیکڑون روپئے صرف کردو۔ لیکن ادائی زکواۃ کو جوان مصارف کے مقابلہ مین عشر عشیر کا بھی حکم نہین رکھتے ایک وبال جان بلائے بے درمان خیال کرکے لاکھون حیلے ہزارون عذر سیکڑون چوک بھول سے کام لو۔ افسوس صد افسوس شادیون چہلون کے تقاریب تو بغیر ناچ رنگ اور دیگر لوازمات لہو لعب کے ادا نہین ہو سکتے جن مین سیکڑون روپیہ کا صرف ہو جانا طبیعت پر ذرا بھی کسی قسم کا بار اور دل پر کسی طرح کی گرانی نہین لاتا۔ لیکن ملال ہے یا بار ہے تو ادائی زکواۃ فرض ہے کیا یہ بھی قابل افسوس و تاسف نہین ہے کہ ہمارے ملک مین اکثر مقامات پر متعدد انجمن تہذیب اخلاق کی درستی کے لئے قائم ہین۔ لیکن زکواۃ کا کالبد جو بمنزلہ مردہ کے ہوگیا ہے اس مین ایک تازہ جان ڈالنے کے لئے کہین کوئی انجمن نظر نہین آتی۔ علماء و مشایخین و مصلحان قوم کا فرض ہے کہ اس طرف بہت جلد توجہات خاص سے متوجہ ہون۔ کاش ہر ایک گروہ کی مجموعی کوشش سے ملک بھر مین زکواۃ کا رواج عام ہو جائے۔ اور عمدہ اصول پر یہ مال صرف ہوا کرے تو بیشک قوی امید ہو سکتی ہے کہ علاوہ ایک مہتم بالشان فرض الہی کو ادا کرنے اور حکم خداوندی کو بجالانے کے گداگرون۔ مفلسون۔ محتاجون کی ایک گروہ کثیر جماعت معذورین کے ایک معتدبہ تعداد مین مالی امداد سے بہت کچھ سہولت معیشت

حاصل ہوسکتی ہے۔

اگرچہ پہلے کی نسبت کرتے فی زماننا مسلمان عموماً بہت مفلوک الحال ہین۔ مگر قطع نظر دوسرے انواع زکواۃ کے سیم وزر کے نصاب مین بہت کم ایسے ہین جو پورے نہ ہون گو نقدی کا سرمایہ رکھنے والے کم لوگ ہون لیکن ہر مقام پر طلائی نقروی زیورات کا نصاب عموماً پایا جاتا ہے جو خاص گروہِ اناث سے تعلق رکھتا ہے۔ اعلیٰ طبقہ معیشت کے سوائے جو لوگ اوسط درجہ زندگی بسر کرتے ہین کیا وہ ساڑھے سات تولے سونے اور ساڑھے باون تولے چاندی کے زیورات نہین رکھتے۔ اور جو لوگ ادنیٰ درجہ گزارہ کرتے ہین سونے کے قطع نظر کیا کوئی زیور ساڑھے باون تولے چاندی کا بتلا نہین سکتے۔ اگرچہ اس سے کم مین بھی نقدین کے ملا دینے سے زکواۃ وجب ہوسکتی ہے۔ ادائی زکواۃ مین کسی کا یہ عذر کام نہین آسکتا کہ جو کچھ ہم ملازمت یا اور کسی ذریعہ سے کماتے ہین وہ ماہ بماہ ضروری اخراجات معیشت مین صرف ہوجاتا ہے پھر زکواۃ کہان سے نکالین۔ سنو فرض الٰہی مین اس قسم کے عذرات اور حیلے بیکار ہین۔ ہر سال اگر وقت واحد مین روپیہ زکواۃ مین صرف کرنا گران گزرتا ہے تو یہ تدبیر بہت آسان ہے کہ ہر مہینے تنخواہ یا اور کسی آمدنی سے ایک مختصر حصہ زکواۃ کے لیے بھی علیحدہ نکالا جائے۔ بہرحال دوسرے ضروری مدات خرچ کیطرح زکواۃ کے مد کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

یہ بھی جانو کہ زکواۃ مین صرف ثواب اخروی ہی منحصر نہین ہے۔ جسکو بعض (مئد افراموش) نسیہ ومستعار سے تعبیر کرتے ہین۔ بلکہ دینی ودنیوی فوائد تامتہ اس بینظیر چیز مین مضمر ہین۔ دیکھو خود لفظ زکواۃ بتلا رہا ہے کہ میرے معنی پاکی اور بڑھنے کے ہین۔ یعنے زکواۃ وہ چیز ہے کہ بالقوہ مال کو مالی نجاستون اور عیبون سے پاک وصاف کردیتی ہے۔ اور بالفعل مالی تعداد مین زیادتی بتلاتی ہے۔ تم خلوصِ دل سے زکواۃ ادا کرکے دیکھو کہ حق تعالیٰ جل شانہ تمہاری دولتون کو کتنی

[illegible] کیا خیر و برکت عطا فرماتا ہے حضرت سعدی شیرازیؒ کا کیا اچھا مقولہ ہے
زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را * چو باغبان بزند بیشتر دہد انگور۔ بعض
بزرگان دین کا ارشاد ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ بہ پابندی نکالی جاتی ہے وہ اکثر دزدی
وتباہی سے محفوظ رہتا ہے۔

اب ہم اس مقام پر چند ایسے آیات اور احادیث کا مضمون و ترجمہ درج کرتے
ہیں جن سے ناظرین پر ادائی زکوٰۃ کے فوائد اور عدم ادائی زکوٰۃ کے نقصانات منکشف
ہوسکیں۔

ارشاد باری ہے[ف۵] کہ جو لوگ اپنے مالوں کو فی سبیل اللہ خرچ کرتے ہیں تو وہ مال
ایک ایسے دانہ کے مشابہ ہے (جو زمین میں بویا جاکر) سات شاخیں پیدا کرے
اور ہر ایک شاخ میں ایک خوشہ ہو اور ہر خوشے میں سَو سَو دانے ہوں۔ بلکہ حق تعالےٰ
جسکو چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے۔
یعنے جو ایک چیز راہ خدا میں صرف کیجاتی ہے وہ سات سو کی تعداد میں شمار ہوکر
سات سو نیکیاں ملتی ہیں۔ لفظ فی سبیل اللہ زکوٰۃ فرض صدقات نوافل وغیرہ
پر شامل ہے۔

ایک مقام پر نفقہ فی سبیل اللہ کو تجارت سے تشبیہ دیگئی ہے چنانچہ ارشاد ہے[ف۵]
جو لوگ ہمارے عطا شدہ مال و دولت سے سرفراز ہیں اس مال کو پوشیدہ
و علانیہ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ پس یہ لوگ ایک ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں
جسکو کبھی تباہی و نقصان نہ پائیگی۔ اُن کے عمل کے موافق حق تعالیٰ اسکا اجر

ف۵ مثل الذین ینفقون اموالھم الی اٰخرہٖ۔ تلک الرسل پارہ ۳ رکوع ۳
ف۵ و انفقوا مما رزقنٰھم۔ و من یقنت پارہ ۲۲ رکوع ۲۔

بڑھا دے گا اور اسکو اپنے فضل سے زیادہ بھی کر دے گا۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔ جو کچھ کہ تم بیاج[1] و عطیہ کے قسم سے دیتے ہو تاکہ زیادہ ہو جاوے لوگون کے مالون مین۔ پس نہین زیادہ ہوتا (وہ مال) اللہ تعالے کے پاس۔ اور جو کچھ تم زکوٰۃ (مفروضہ) سے دیتے ہو اور اس سے خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ رکھتے ہو تو وہی لوگ افزونی پانے والے ہین (دنیا و آخرت مین) بعض مفسرین کے قول پر اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ سود کھانیکی نیت سے کسیکو قرض دیتے ہین تو گو ظاہر مین انکا مال زیادہ ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالے کے پاس زیادہ نہین ہوتا۔ بلکہ خود دنیا مین سود کا پیسہ گھٹتا جاتا ہے یعنے بالقوہ اسکی خیر و برکت جاتی رہتی ہے اور آخرت مین بھی سیکڑون طرح کے عذاب موجود ہین۔ بخلاف زکوٰۃ مفروضہ کے۔ اگرچہ مال کی زکوٰۃ نکالنے سے مال گھٹتا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن خدا کے پاس وہ مال زیادہ ہوتا ہے یعنے اللہ تعالے ایسے مال مین خیر و برکت عطا فرماتا ہے اور نیز آخرت مین ایک روپیہ خرچ کرنے کا اجر دس سے لیکر سات سو تک ملیگا۔ دنیا مین ایسا بھی کوئی ذریعہ ہے کہ ایک روپیہ سے سات سو روپئے کما سکین سبحان اللہ یہ صفت زکوٰۃ ہی مین ہے۔ فتح البیان۔

یہ تو راہ خدا مین خرچ کرنے والون کی نسبت بشارتین تھین۔ اب خرچ نکرنے والون کے حق مین جو وعید آئے ہین ملاحظہ ہو۔

جو لوگ[2] سونا چاندی جمع رکھکر راہ خدا مین خرچ نہین کرتے (یعنے اسمین سے زکوٰۃ

---

[1] وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس۔ — سورہ روم رکوع ۳

[2] والذین یکنزون الذهب والفضة — پارہ دس رکوع ۱

مقررہ نہین نکالتے) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیدے ایکروز (قیامت کے دن) یہی سونا چاندی دوزخ کی آگ مین گرم کیے جائینگے اور اُس سے اُن کے پیشانیون پہلوون پیٹھون پر داغ لگائے جائینگے -

پھر مالدارون کو مخاطب فرماکر بطور تنبیہ کے ارشاد ہوتا ہے - دراصل یہ سزا اُس مال کی ہے جسکو تمنے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا - پس جمع کر رکھنے کا اب مزہ چکھو -

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے - خدا نے جنکو اپنے فضل وکرم سے مال و دولت عطا فرمائی ہے (لیکن) وہ بوجہ بخالت اسکی زکواۃ ادا نہین کرتے تو قریب ہے وہی مال اُن کے گلون مین طوق بناکے ڈالا جائیگا -[۵]

اس آیت شریف کی تفسیر حدیث مین اسطرح بیان ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے -

روایت ہے کہ جن لوگون کو حق تعالی نے مال و دولت عطا فرمایا ہے اور وہ ازروے بخالت کے اُس مال کی زکواۃ (مقررہ) ادا نہین کرتے تو قیامت کے دن وہی مال ایک زہریلے مار بزرگ کی طرح متشکل کیا جاے گا - پس وہ سانپ اسکے منھ کو پکڑکر یہ کہے گا - انا مالك وانا کنزك یعنے مین تیرا ہی مال ہون اور تیرا ہی خزانہ ہون جسپر تو دنیا مین فخر کیا کرتا تھا - تفسیر حسینی - بخاری شریف -

روایت ہو کہ جو لوگ سونا چاندی (بقدر نصاب) رکھکر اسکی زکواۃ ادا نہین کرتے قیامت کے روز اُن کے سینون پر ایک ایسا داغ کیا جائے گا جو پیٹھ کے باہر نکل آے گا - اور پشت پر ایک ایسا داغ کیا جائیگا جو سینون کے باہر نکل آئے گا - بخاری شریف

[۵] ولا یحسبن الذین یبخلون - تا آخر - لن تنالوا البر پارہ ۴ (رکوع ۲)

(زکواۃ کی فرضیت و تعریف)

بمصداق آیہ شریفہ اقیموا الصلواۃ واتوا الزکواۃ زکواۃ پنج ارکان اسلام کا رکن سوم ہے۔ اسلئے تمام کتب فقہ مین ذکر صلواۃ کے بعد زکواۃ کا بیان ہوا ہے اس ترتیب کا باعث اس وجہ سے ہے کہ قران شریف مین لفظ زکواۃ لفظ صلواۃ کے ساتھہ (۳۲) جگہ واقع ہوا ہے۔ غایۃ الاوطار

زکواۃ کی فرضیت سن دو ہجری مین ہوئی — درمختار۔

لغت عرب مین زکواۃ کے معنی پاک ہونے اور بڑھنے کے ہین۔ اور شرعاً فقیر کو اُس حصئہ مال کا مالک کر دینا ہے جسکو شارع علیہ السلام نے معین فرمایا ہے۔ درمختار

تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس بات پر اجماع ہوا ہے کہ زکواۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور اُسکا تارک فاسق ہے اور اسکا مانع قتل کیا جاے۔ عالمگیری۔

بعد وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے بعض قبائل نے زکواۃ کے ادا کرنے سے انکار کیا تو خلیفہ اول نے ان سے جہاد کا قصد فرمایا۔ مسلم و بخاری

(وجوب زکواۃ کی شرطین)

زکواۃ کے واجب ہونیکی چند شروط ہین جس وقت وہ پائی جاتی ہین زکواۃ واجب ہوجاتی ہے۔ لیکن بعض شرطین مالک نصاب سے متعلق ہین۔ اور بعض نفس مال سے — جو شرطین مالک نصاب سے متعلق ہین وہ (۴) ہین۔

پہلی شرط اسلام ہے۔ پس سوائے مسلمان کے کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں
اگر کوئی مسلمان پر زکوٰۃ واجب ہونیکے بعد مرتد ہوگیا تو زکوٰۃ اس سے ساقط
ہوجائیگی۔ عالمگیری درمختار

دوسری شرط آزادی ہے پس سوائے آزاد مسلمان کے غلام لونڈی پر
خواہ وہ کسی قسم کے ہوں زکوٰۃ واجب نہیں عالمگیری درمختار
تیسری شرط عقل و بلوغ ہے پس مجنون اور نابالغ لڑکے پر زکوٰۃ
واجب نہ ہوگی کیونکہ یہ دونوں غیر مکلف ہیں۔ عالمگیری درمختار
چوتھی شرط مالدار کو زکوٰۃ کی فرضیت کا جاننا ہے۔ لیکن جو مالدار دارالاسلام
میں ہوگا تو لاعلمی اس کی عذر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ یہاں زکوٰۃ کے علم کا
مکلف تھا۔

ہاں اگر کوئی کافر دارالحرب میں مسلمان ہوجائے اور چند سال وہیں
رہے اور اسکو زکوٰۃ کی فرضیت معلوم نہ ہوسکے تو البتہ اس پر زکوٰۃ واجب
نہیں۔ درمختار۔

جو شرطیں نفس مال سے متعلق ہیں وہ [illegible] ہیں۔
پہلی شرط۔ مال کا بقدر نصاب ہونا ہے۔ جو مال نصاب سے کم ہو
اسمیں زکوٰۃ واجب نہیں۔ عالمگیری۔ (نصاب کی تفصیل آئندہ آئیگی)
دوسری شرط یہ ہے کہ مال بڑھنے والا ہو۔ خواہ حقیقی طور پر بڑھنے والا
یا حکمی طور پر۔ حقیقی طور پر جیسے جانور توالد و تناسل سے [illegible] حکمی طور پر
جیسے سونا چاندی وغیرہ کو ذریعہ تجارت بنا سکتے ہیں [illegible]
مارے ہوئے ہوں یا زمین میں [illegible]
تیسری شرط یہ کہ مال مالدار کی پوری [illegible]

پوری ہو یعنی اگر ملک تو ہو قبضہ نہ ہو جیسے مہر[۵۱] عورت کا قبضہ سے پہلے ۔
یا قبضہ تو ہو ملک نہ ہو جیسے ملک[۵۲] مکاتب ۔ اور ملک[۵۳] مقروض تو زکوٰۃ
واجب نہ ہوگی ۔ درمختار عالمگیری (مسائل متعلقہ) اگر کسی کا مال رہن ہے اور
اسپر مرتہن (جسکے پاس رہن ہو) کا قبضہ ہے تو راہن (رہن رکھنے والا) پر
اس مال کی زکوٰۃ واجب نہیں بوجہ عدم قبضہ کے ۔ اور مرتہن پر بھی اس مال
کی زکوٰۃ واجب نہیں بوجہ عدم ملکیت کے درمختار

مسئلہ ملک پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں خواہ تجارت کے
لئے ہو یا غیر تجارت کے لئے ہو ۔ ردالمحتار بحوالہ فتاوی خانیہ ۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مال اصلی حاجتوں سے زیادہ ہو ۔ پس جو مال اصلی
حاجتوں سے زیادہ نہ ہوگا اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ۔

جیسے سکونت کے مکان ۔ برتنے، پہننے کے کپڑے ۔ سواری کے جانور
گھر کا استعمالی اسباب ۔ استعمالی ہتھیار ۔

وہ غلہ جو اہل و عیال کے خورد و نوش کے لئے رکھا جائے ۔

زینت و آرائش بشرطیکہ سونے چاندی کے نہ ہوں ۔

ہر قسم کے جواہرات بشرطیکہ ان پر تجارت کی نیت نہ ہو ۔

---

[۵۱] مہر کی رقم کی نسبت عورت پر زکوٰۃ نہیں جب تک شوہر کے پاس سے وصول نہ ہو

[۵۲] مکاتب کا اگرچہ اپنے مال پر قبضہ ہے مگر اسکی پوری ملک نہیں ۔ بلکہ اس میں مالک کی ملکیت بھی شریک ہے ۱۲

[۵۳] اس سے وہ رقم مراد ہے جسکو مقروض قرض دہندہ کو ادا کرنے کے لئے جمع کر رکھے گو مقروض کا قبضہ ہے مگر ملک دوسرے کی ہے ۱۲ ۔

پڑھنے کی کتابین دینی ہون یا دنیوی خواہ عالم کے پاس ہون یا غیر عالم کے پاس
درمختار۔

پیشہ گرون کے آلات - آلات دو قسم کے ہین - ایک وہ کہ کام کے بعد
خود بذاتہ موجود رہین جیسے تسول - سوہان - کلہاڑی - وغیرہ -- ایسے آلات مین
زکواۃ نہین دوسرے وہ کہ کام کے بعد خود باقی نہ رہین -- اسکی بھی دو قسم ہین
ایک وہ کہ ان کا اثر اشیا مین موجود رہے - جیسے زعفران - کسم وغیرہ
جن سے کپڑے رنگے جاتے ہین - ایسے آلات مین زکواۃ ہے -
دوسرے وہ کہ ان کا اثر اشیا مین باقی نہ رہے - جیسے صابون وغیرہ
ان مین زکواۃ نہین نہایۃ الاوطار -

(مسائل متعلقہ) جو مال اصلی حاجتون سے زیادہ ہوگا جیسے سکونت کے سوا
اور مکانات حاجت سے زیادہ برتن بشرطیکہ سونے چاندی کے نہ ہون
ضرورت سے زیادہ کپڑے وغیرہ تو ان چیزون مین اگر تجارت کی نیت ہوگی
تو زکواۃ واجب ہوگی ورنہ نہین - عالمگیری درمختار -

اگر کسی کی سالانہ آمدنی پانچہزار کی ہے جو سال بھر مین صرف ہوجاتی ہے
اور نیز دس ہزار کی مالیت کے مکانات وخادم وغیرہ ہون جو تجارت کی نیت
سے نہ ہون تو اس شخص پر زکواۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ چیزین اسکے حاجت کی
چیزین ہین - عالمگیری —

پانچوین شرط یہ ہے کہ مال نصاب پر پورا ایک سال گذرے - اور ایک سال تک
مالک کی ملکیت مین رہے درمختار - سال سے مراد ابتدا و انتہائے سال ہے
جسکی تشریح ذیل مین آتی ہے -

مسائل متعلقہ) زکواۃ مین قمری یعنی ہجری سال کا اعتبار ہے نہ کہ شمسی عیسوی وغیرہ کا

درمختار۔

اختتام سال کو ایک دن بھی کم ہوا ور مال ضائع ہو جائے تو زکواۃ واجب نہ ہوگی ہان اگر سال کے درمیان مین مال نصاب مقررہ سے کم ہو جائے اور پھر سال کے آخر مین پورا ہو جائے تو زکواۃ ساقط نہ ہوگی یعنے زکواۃ کا ادا کرنا واجب ہے کیونکہ درمیانی نقصان کا کوئی اعتبار نہین۔ درمختار

سال کے درمیان مین اگر پورا نصاب خرچ ہو جائے اگرچہ ختم سال کو ایک دن بھی باقی ہو تو سال کا حساب ٹوٹ جائے گا۔ پھر اگر دوسرا مال اُسی سال مین ہمدست ہو جائے تو اسکے لئے نیا سال شروع ہوگا۔ درمختار۔ عالمگیری

اگر مالک نصاب پر درمیان سال مین قرضہ ہو جائے تو وہ تین حال سے خالی نہین۔ یا تو قرضہ مال کے برابر ہوگا یا مال سے زیادہ ہوگا۔ یا مال سے کم ہوگا۔ اگر قرضہ مال کے برابر یا زیادہ ہوگا تو سال زکواۃ کا اس مال پر اسوقت سے شروع ہوگا جس تاریخ کو قرضہ ادا ہو جائے۔ مثلاً زید کو غرہ محرم کو (۵۰۰) روپیہ ہمدست ہوئے اور غرہ رجب کو اُسقدر یا اُس سے زائد کا قرضہ ہو گیا۔ پھر غرہ رمضان کو وہ قرضہ ادا ہو گیا تو غرہ رمضان تک اُسپر کوئی زکواۃ واجب نہ ہوگی۔ بعد اس تاریخ کے اسکے پاس جو مال موجود ہو یا آیندہ حاصل ہو اس مین حسب شرایط بالا زکواۃ واجب ہوگی۔ عجالہ نافعہ

اگر قرضہ مال سے کم ہے تو اسقدر مال کا سال (جتنا قرضہ کے برابر ہے) اسوقت سے شروع ہوگا جس تاریخ کو قرضہ ادا ہو۔ اور جس قدر مال قرضہ سے زیادہ ہے اُس مال کی زکواۃ کا سال اُسی تاریخ سے لیا جائے گا جس تاریخ کو مال ہمدست ہوا ہو قرضہ کو اسکی تبدیلی تاریخ مین کوئی دخل نہین۔ مثلاً ماہ محرم مین (تین سو) روپیہ عمرو کو ہمدست ہوئے۔ اور ماہ رمضان مین (۱۰۰) روپیہ کا قرضدار ہو گیا۔ پھر ماہ ذلیقعدہ مین اسکا قرضہ ادا ہو گیا تو دو سو روپیہ کی زکواۃ کا سال ماہ ذی قعدہ سے

زکواۃ مین درمیان سال کا نقصان قابل اعتبار نہین ۱۲

شروع ہوگا بشرطیکہ (۳۰۰) روپیہ ابتدائے سال سے موجود ہوں۔ اور سال ... کی
زکواۃ کا سال ماہ محرم سے لیا جائیگا۔ کفایۃ نافعہ

اگر سال ختم ہوجانیکے بعد قرضہ ادا ہو تو نصاب موجود پر نیا سال شروع ہوگا
پچھلے سال کی زکواۃ اب واجب نہیں۔ درمختار

درمیان سال میں حاصل ہونیوالے مال کا حکم

جو مال کہ ایک نصاب کو درمیان سال میں حاصل ہوگا وہ مال بھی ابتدائی
سال کے نصاب میں شریک ہوکر اسی سال میں شمار ہوگا۔ یعنے اگر کسی کے پاس
مال ابتدائے سال سے بقدر نصاب ہو سال کے درمیان میں زر و مال اسی
جنس کا آجائے تو درمیانی مال بھی اصل مال میں ملا لیا جائے گا اور اصل مال
کے ساتھ ہی اسکی زکواۃ بھی نکالی جائیگی۔ خواہ وہ درمیانی مال پہلے مال کے
بڑھنے سے حاصل ہوا ہو یا میراث و ہبہ وغیرہ سے۔ عالمگیری

مثلاً کسی کے پاس ابتدائے سال سے (۳۰۰) روپئے تھے سال کے
درمیان میں پانچ چھ ماہ گزرنے کے بعد اور سو روپئے آگئے تو ختم سال پر چار
سو کی زکواۃ دینا ہوگا۔ اگرچہ درمیانی سو پر پورا سال نہیں گزرا۔ شرح وقایہ

تمثیل دیگر۔ زید کے پاس یکم محرم میں (۲۰۰) روپئے تھے۔ پھر
ربیع الاول میں (۳۰۰) روپئے اور رمضان میں (۴۰۰) روپئے۔ ذی الحجہ میں
(۱۰۰) روپئے بدست ہوئے تو ان متفرق رقموں کا علحدہ علحدہ سال
نہ ہوگا بلکہ (۲۰۰) روپئے جو اصل نصاب ابتدائے سال کا ہے سب رقمیں
اسی کے ساتھ شریک ہوں گی اور آخر ذی الحجہ میں ایکہزار روپئے کی زکواۃ
دینا ہوگا۔ کفایۃ نافعہ

اس مسئلہ میں دو تین شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ درمیانی مال پہلے مال کے
ہمجنس ہو۔ غیر جنس ہوگا تو ملایا نہ جائیگا۔ جیسے جانور نقد سے یا نقد جانور سے

ملائی نہ جائینگے - عالمگیری

دوسری شرط یہ ہے کہ اصل مال پہلے سے بقدر نصاب ہو - بقدر نصاب نہ ہوگا تو ملایا نہ جائیگا - عالمگیری

تیسری شرط یہ ہے کہ سال کے اندر مال حاصل ہو - سال گذرنے کے بعد حاصل ہوگا تو اُس مال کا سال از سرنو شروع ہوگا - غایۃ الاوطار - عالمگیری

درمیان سال مین آنیوالا مال اصل نصاب سے خواہ کم ہو یا برابر یا زیادہ ہر صورت مین ملا لیا جائیگا - بشرطیکہ نصاب کامل رہے - اگر ابتدا سال مین نصاب کامل نہوا اور جدید مال آکر اُس نصاب کو کامل کردے تو جدید مال آنے کے وقت سے سال کا حساب شروع ہوگا - مثلاً محرم مین کسی کے پاس (۲۰) روپئے تھے بعد کو رجب مین اور (۴۰) روپئے آگئے تو (۶۰) روپئے کا نصاب کامل ہوگیا - اس نصاب کے سال کی ابتدا ماہ رجب سے ہوگی نہ کہ ماہ محرم سے عجالہ نافعہ -

چھٹی شرط - یہ ہے کہ مالک نصاب کو ایسا قرضہ نہو جس کا تقاضہ انسان کی طرف سے ہو سکتا ہے -

(مسائل متعلقہ) قرضہ دو حال سے خالی نہین - انسان کا قرضہ ہوگا یا خدا کا قرضہ ہوگا انسان کا قرضہ جیسے قرضداری - یا مول لی ہوئی چیز کی قیمت - یا تلف شدہ چیزون کا تاوان - خدا کا قرضہ جیسے وہ قرض جو پچھلے سال کی زکوٰۃ وغیرہ کا باقی ہو عام اس سے کہ وہ جانورون کی زکوٰۃ ہو یا سیم و زر کی یا تجارت کی ان دونون صورتون مین بھی زکوٰۃ واجب نہین - عالمگیری

زکوٰۃ کی قرض کی تفصیل اسطرح ہے کہ کسی کے پاس (۵۲) تولے ایک ماشے چاندی ہے اور اس نے پچھلے سال کی زکوٰۃ اُس مال سے ادا نہین کی تو وہ زکوٰۃ

قرضہ انسان و قرضہ خدا کی تشریح

اس کے ذمہ قرض ہے - اگرچہ یہ قرضہ خدا کا ہے لیکن اسکا متقاضی انسان یعنے امام ہے جیسا کہ حضرت ابتدائی اسلام مین یہ طریقہ جاری تھا - جب یہ قرضہ یعنے پچھلے سال کی زکواۃ (ایکتولہ ۳ ماشے ۵ رتی) (۵۲ تولے ۶ ماشے) سے منہا کردیئے جاینگے تو (۵۱ تولے ۲ ماشے ۳ رتی) باقی رہگئے - جو مقدار نصاب سے کم ہین - لہذا اس (۵۲ تولے ۶ ماشے) پر سال حال مین زکواۃ واجب نہین - عجالہ نافعہ

اگر کسی کے ذمہ ایسا قرضہ ہو جسکا تقاضہ انسان کیطرف سے نہین ہو سکتا - جیسے نذر اللہ - حج - کفارہ - صدقہ فطر تو یہ صورت مانع زکواۃ نہین یعنے زکواۃ واجب ہے - درمختار - عالمگیری -

مہر معجل[۵۱] مانع زکواۃ ہے - لیکن مہر موجل[۵۲] مانع زکواۃ نہین - مگر اسوقت مانع زکواۃ ہوگا کہ اس کی میعاد ختم ہوجائے اور اسکی ادائی لازم ہوجائے - عالمگیری درمختار -

اگر کسی کے ذمہ (تقاضائے انسانی کی قسم سے) کوئی قرضداری ہو اور اسکے پاس مال قرضہ سے زیادہ ہو تو اس مال سے قرض کے موافق رقم منہا کرکے باقی مال پر (اگر نصاب کے موافق ہو) تو زکواۃ دیجائے - درمختار

مثلاً کسی کے پاس دو سو روپیے ہین اور سو روپیے کا قرض بھی ہے تو صرف سو روپیے کی زکواۃ ادا کی جائے - کیونکہ قرض کے سوائے جو روپیے بچتے ہین وہ

مہر مؤجل مانع زکوٰۃ [illegible]

۵۱ مہر معجل وہ ہے کہ نکاح کے ساتھ ہی زوجہ کو دیدیا جائے ۱۲

۵۲ مہر موجل مہر میعادی کو کہتے ہین اگر کوئی میعاد معین نہ کی جائے جیسا کہ آج کل رواج ہے تو ایسی غیر معین میعاد خلع یا طلاق سے یا زوجہ یا خاوند کے موت پر ختم ہوجاتی ہے اور مہر کی ادائی لازم آتی ہے - ۱۲

نصاب مقررہ سے زیادہ ہین۔

اگر مالک نصاب کے پاس کئی قسم کے نصاب ہون اور وہ قرضدار بہی ہو تو قرضہ پہلے اُس قسم کے مال النصاب سے منہا کیا جائے جس قسم سے ادائی قرض مین زیادہ آسانی ہو۔

مثلاً کسی کے پاس روپئے اشرفی۔ مال تجارت۔ جانور۔ ہر ایک بقدر نصاب ہو تو قرضہ پہلے روپیہ اشرفی سے منہا کیا جائے گا۔ پھر مال تجارت پھر جانورون سے منہائی کے بعد جو مال باقی رہے اگر وہ بقدر نصاب ہے تو اسپر زکواۃ واجب ہوگی درمختار۔

اگر کسی کے پاس ایک ہی قسم کا مال کئی جنس کا ہو اور ہر ایک جنس بقدر نصاب ہے تو قرضہ پہلے اُس جنس کے نصاب سے منہا ہوگا جسکی زکواۃ کمتر ہو مثلاً کسی کے پاس (۴۰) بکریان (۳۰) گائے بیل (۵) اونٹ ہون تو قرضہ پہلے بکریون یا اونٹون سے منہا ہوگا اس لئے کہ (۴۰) بکریون اور اور (۵) اونٹون کی زکواۃ صرف ایک بکری ہے جو قیمت مین بہت کم ہے بنسبت (۳۰) گائے بیل کی زکواۃ کے کہ ایک سالہ بچھڑا ہے۔ درمختار۔

اگر کسی کا مال کسی پر قرض ہو تو اُس قرض کی زکواۃ بہی مالک مال پر واجب ہے بشرطیکہ بقدر نصاب ہو اور اسپر ایکسال گزر جائے۔ لیکن اُس مال کی زکواۃ کا ادا کرنا فوراً واجب نہین ہوتا۔ بلکہ اُس قرض کے وصول ہونے پر بہ ترتیب واجب ہوتا ہے۔

(تفصیل) قرضہ ۳ قسم کا ہے۔ قرضۂ قوی۔ قرضۂ متوسط۔ قرضۂ ضعیف قرضہ قوی وہ قرضہ ہے جو کسی قرضدار کے ذمہ ہو یا اُس مال تجارت کا معاوضہ ہو جو کسی کے ذمہ باقی ہو۔ اسکا حکم یہہ ہے کہ ہر (۴۰) درم (۱۰ تولے ۲ ماشے) وصول

تعدد نصاب اور قرضداری کا حکم ۱۳

تعدد جنس اور قرضداری کا حکم

اقسام قرض اور ادائی زکواۃ کی ترتیب

ہونے کے وقت ایک درم (۳ ماشے ۱۱/۵ رتی) زکواۃ مین ادا کیا کرین - ایسا ہی ہر (۴۰) درم پر ایک درم - پس جسوقت پورا قرضہ ادا ہوجائیگا اسوقت اسکی پوری زکواۃ بھی ادا ہوجائے گی - درمختار

قرضہ متوسط وہ قرضہ ہے جو ایسے غیر تجارتی مال کا معاوضہ ہو جو کسی کے ہاتھ فروخت کیا گیا ہو اور قیمت اسکی خریدار کے ذمہ باقی ہو - جیسے جانورون کی قیمت یا استعمالی اشیاء کی قیمت اسکی زکواۃ کا یہ حکم ہے کہ ہر (۲۰۰) درم (۵۲ تولے ۶ ماشے) وصول ہونے کے وقت ۵ درم (ایک تولہ ۳ ماشے ۶ رتی) زکواۃ مین ادا کیا کرین ایسا ہی ہر (۲۰۰) درم پر ۵ درم - جسوقت پورا قرضہ ادا ہوجائیگا اسوقت اسکی پوری زکواۃ بھی ادا ہوجائے گی - درمختار

قرضۂ ضعیف وہ قرضہ ہے جو کسی تجارتی یا غیر تجارتی مال کا معاوضہ نہ ہو جیسے مہر یا بدل کتابت یا بدل خلع - اسکا حکم یہ ہے کہ جب ایسے قرضہ مین سے (۲۰۰) درم (۵۲ تولے ۶ ماشے) وصول ہوجائین اور تاریخ وصول سے اُس رقم پر ایک سال گزر جائے تو اس کی زکواۃ ادا کرے - لیکن اس قسم مین یہ بھی صورت ہے کہ اگر مالک قرضۂ ضعیف کے پاس یہ قرضہ وصول ہونیکے وقت اور بھی مال پہلے سے موجود ہو تو ایسی حالت مین یہ قرضۂ وصول شدہ بھی اُس پہلے مال مین بشرطیکہ ہمجنس ہو شریک کردیا جائے گا - اور سال کا گزرنا تاریخ حصول مال اول سے شمار کیا جائے گا - درمختار -

(حکم استثنا) اگر ہر سہ قرضہ مذکورہ ایک مشت وصول ہوجائین تو زکواۃ بطور اقساط ادا کرنا ضرور نہین ہے - مجالس نافعہ

ساتوین شرط یہ ہے کہ مال ضمار نہو - مال ضمار وہ ہے جسپر مالک کی ملک تو باقی ہے مگر اُس مال سے فائدہ اُٹھانا ممکن نہو - جیسے جو مال گم ہوگیا ہو یا دریا مین

ڈوب گیا ہو۔ یا کسی نے زبردستی چھین لیا ہو۔ یا جنگل میں دفن ہو اور اسکا موقع نامعلوم ہو۔ ان سب صورتوں میں اگرچہ مال ایک مدت کے بعد بدست ہو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ درمختار، عالمگیری

(مسائل متعلقہ) جو مال خود کے یا غیر کے گھر میں محفوظ جگہہ مدفون ہو تو اوسپر گزشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ درمختار

جو مال کسی مملوکہ غیر محفوظ زمین میں دفن ہو اس میں اختلاف ہے تصفیہ یہ ہے کہ اگر وہاں کی زمین کا کھودنا ممکن تھا تو گزشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب ہے ورنہ واجب نہیں۔ غایۃ الاوطار۔

جو مال ایسے شخص کے پاس امانت ہو جسکو مالک نہ پہچانتا ہو تو گزشتہ دنوں کی زکوٰۃ مالک پر واجب نہ ہوگی۔ البتہ جان پہچان والوں کے پاس امانت رکھا جائے تو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ درمختار ؎۱

جس قرضہ کا قرض گیرندہ کو ابتدا سے اقرار ہے۔ اسپر ہر صورت میں بعد وصول رقم ایام گزشتہ کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اگرچہ قرض گیرندہ غنی ہو یا مفلس۔ عالمگیری

وہ قرضہ کہ اسکا قرضدار منکر ہو کر قاضی کے روبرو حلف کرنے سے انکار کیا ہو اور مالک قرض کے پاس گواہ موجود نہوں تو ایسے قرضہ کے وصول ہونیکے بعد بھی گزشتہ ایام کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ اگرچہ چند روز کے بعد قرض دہندہ

؎۱ اس رقم پر جو کسی کو قرض دی گئی ہو اور قرض گیرندہ اسکا منکر ہو۔ اگرچہ مالک کے پاس اسکے گواہ ہوں یا نہ ہوں امام محمدؒ کے قول پر بعد ثبوت یا اقرار و وصول رقم ایام گزشتہ کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ درمختار

کے پاس اس قسم کے گواہ موجود ہوجائین کہ قرضدار نے بعد انکار ہیت دو گون کے روبرو اپنے ذمہ اُس قرضہ کے واجب الادا ہونے کا اقرار کیا ہے اور قرضدار سے قاضی کے روبرو قسمت لی گئی ہو اور اُس نے انکار کر لیا ہو تو اس صورت مین گزشتہ سالون کی زکواۃ واجب ہوگی - درمختار -

ظاہر ہے کہ قرض کی رقم قرضدار کے پاس رہنے تک مالک قرض پر اسکی زکواۃ واجب نہین - کیونکہ اُس رقم پر فی الحال اسکا قبضہ نہین ہے - ایام گزشتہ سے وہ زمانہ مراد ہے جو رقم قرضہ مالک قرضہ کے قبضہ مین آنے تک گذرتا ہے اس گزشتہ زمانہ کی زکواۃ حسب تفصیل بالا جب ہی نکالی جائیگی کہ رقم قرضہ نصاب کے موافق ہو - مولف

(وجوب زکواۃ کی قسمین)

وہ مال نامی جو فی الاصل یا تقدیراً بڑھنے والا ہو - اور جسمین زکواۃ واجب ہوتی ہے تین قسم کا ہے - پہلا - سونا چاندی - دوسرا مال تجارت - تیسرا سوایم یعنے جانوران - درمختار و عالمگیری

(پہلی قسم سونے چاندی کی زکواۃ)

سونا چاندی خواہ مسکوک ہو (جیسے روپیہ اشرفی درم دینار وغیرہ) یا غیر مسکوک ہو (جیسے سونے چاندی کی کڈیان وغیرہ) یا زیور ہو (جیسے پازیب تورے تلسی مالا وغیرہ) یا ظروف ہون (جیسے سونے چاندی کے پاندان - اگالدان رکابی کٹورہ وغیرہ) بقدر نصاب ہونے اور ایک سال گزرنے پر ان سب اشیاء مین زکواۃ واجب ہوتی ہے - درمختار و عالمگیری

چاندی کا نصاب (۲۰۰) درم ہے اور سونے کا نصاب (۲۰) مثقال ہے۔ در مختار و عالمگیری۔

درم و مثقال کی تحقیق

تشریح (۲۰۰) درم مساوی ہین (۵۲ تولے ۶ ماشے) چاندی کے اور (۲۰) مثقال مساوی ہین (۷ تولے ۶ ماشے) سونے کے۔ چنانچہ فتاوائ عالمگیری مین درم و مثقال کی تشریح اسطرح درج ہے (سونے مین مثقالون کا اعتبار ہے اور روپون مین وزن سبعہ کا۔ وزن سبعہ اسکو کہتے کہ دنس درم (۷) مثقال کے برابر ہون۔ اور مثقال دینار کے برابر ہوتا ہے۔ جسکے (۲۰) قیراط ہوتے ہین۔ اور درم کے (۱۴) قیراط۔ اور ہر قیراط (۵) جو کا ہوتا ہے۔)

در المختار مین اس طرح شرح کی گئی ہے (۱۰ درم (۷) مثقال کے برابر ہین اور مثقال یا دینار (۲۰) قیراط کا ہوتا ہے۔ اور درم (۱۴) قیراط کا۔ اور ہر قیراط (۵) جو کا۔ پس اس حساب سے درم شرعی (۷۰) جو کا ہوا اور مثقال (۱۰۰) جو کا۔)

شرح وقایہ مین لکھا ہے (نصاب سونے کا (۲۰) مثقال ہے اور نصاب چاندی کا (۲۰۰) درم۔ کہ ہر (۱۰) درم (۷) مثقال کے برابر ہون۔ اس وزن کو وزن سبعہ کہتے ہین۔ پس ایک درم آدہا اور پانچوان حصہ مثقال کا ہوگا تو (۱۰) درم (۷) مثقال کے ہون گے۔ اور ہر مثقال (۲۰) قیراط کا اور ہر درم (۱۴) قیراط کا اور ہر قیراط (۵) جو کا۔

ہرسہ تشریحات بالا سے یہ بات تو ظاہر ہے کہ ایک درم (۱۴) قیراط کا اور ہر قیراط (۵) جو کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن کہین یہ نہین بتلایا گیا کہ شرع مین کتنے جو کی ایک رتی قرار دی جائے تاکہ پورا پورا حساب اور مساوات مل سکے۔ اگرچہ طبابت مین کہین دو جو کی اور کہین (۴) جو کی ایک رتی مقرر ہے مگر طبابت کے

اور ان احکام زکوٰۃ میں تشریحات [illegible] دیں۔

چون کہ عجالۂ نافعہ میں جو حال کا ایک معتبر رسالہ ہے درم شرعی کا وزن ۳ ماشے ۱⅕ رتی بتلایا گیا ہے اس لئے ۳ ماشے ۱⅕ رتی مساوی ہوں گے (۲۰۰) جو کے۔ اور [illegible] رتی مساوی ہوگی (۲ ۶/۱۶) جو کے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ (۲) جو اور [illegible] جو کے نوین حصہ کی ایک شرعی رتی ہوتی ہے۔

چون کہ تشریحات مذکورہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ چاندی کے نصاب میں وزن سبعہ کا اعتبار ہے یعنے وہ درم مراد ہے کہ (۱۰) درم (۷) مثقال کے برابر ہوں یعنی مثقال (۱۰۰) جو کا ہوتا ہے جسکے (۴ ½) ساڑہے چار ماشے ہوتے ہیں پس (۷) مثقال کے (۳۱ ½) ساڑھے اکتیس ماشے ہوئے۔ اور (۳ ماشے ۱⅕) رتی کے حساب سے (۱۰) درم کے بھی (۳۱ ½) ماشے ہوتے ہیں جو (۷) اور (۱۰) کی تعداد میں بالکل مساوات ہے۔

اور نیز چون کہ شرح وقایہ میں وزن سبعہ کی تشریح میں یہ بات بھی تبلائی گئی ہے کہ (ایک درم مثقال کا آدہا اور پانچوان حصہ ہوتا ہے) اس حساب سے بھی دیکھا جائے تو ثابت ہے کہ مثقال کے ساڑہے چار ماشے وزن کا نصف حصہ سوا دو ماشے ہوا۔ اور ساڑہے چار ماشے کا پانچوان حصہ (۹/۵) ماشے یعنے (۷ ⅕) رتی ہوئے اور دونوں کی جمع (۳ ۳/۲۰) ماشے ہوں گے۔ اس لئے ایک درم مساوی ہوگا (۳ ماشے ۱⅕) رتی کے۔ یعنے ۳ ماشے ایک رتی اور رتی کا پانچوان حصہ۔ پس جب ایک درم (۳ ماشے ۱⅕) رتی کا ٹھیرا تو (۲۰۰) درم مساوی ہیں (۶۳۰) ماشون کے اور (۶۳۰) ماشے مساوی ہیں (۵۲) تولے ۶ ماشے کے بغیر کسی کسرات کے۔

یہ تو ثابت ہے کہ مثقال (۱۰۰) جو کا ہوتا ہے تو حسب تشریح درم ہر رتی

رتی اور درم شرعی کا وزن

وزن سبعہ کی تشریح

چاندی کا نصاب

(۲۱ ۳/۹) جو کے برابر ہے - پس (۱۰۰) جو مساوی ہیں [illegible] رتی کے اور [illegible]
رتی مساوی ہیں (۴ ماشے ۴ رتی) کے - اس حساب سے [illegible] مثقال سونے کے [illegible]
ماشے ہوئے اور (۹۰) ماشے مساوی ہیں (۷ تولے ۶ ماشے) کے جو سونے کا
نصاب ہے ... مؤلف -

صاحب غایت الاوطار نے ہندوستان کے مروجہ سکوں کے ساتھ مطابقت
کر کے چاندی کا نصاب (۵۲ تولے ۶ ماشے) اور سونے کا نصاب (۷ تولے
۶ ماشے) بتلایا ہے اور ترجمہ عالمگیری کے حاشیہ پر بھی دونوں نصاب [illegible]
اور نیز قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے بھی مالابد منہ میں (۲۰) مثقال سونے
کے (۷ تولے ۶ ماشے) نصاب درج فرمایا ہے - اگرچہ (۲۰۰) درم کی تولوں سے
مطابقت نہیں کی گئی مگر بتلایا گیا ہے کہ (۲۰۰) درم (۵۶) روپیہ سکہ دہلی
کے برابر ہیں - چونکہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں سوا گیارہ ماشے کا روپیہ
مروج تھا اس حساب سے دیکھا جائے تو وہی (۵۲ تولے ۶ ماشے) (۲۰۰)
درم کے ہوتے ہیں -

فتاوائے جوہر اخلاطی میں بھی چاندی کا یہی نصاب بتلایا گیا ہے - چنانچہ
اصل عبارت یہ ہے (فتکون مائتا درهم اثنين وخمسين تولجة
ونصف تولجة من الفضة) یعنے (۲۰۰) درہم چاندی کے (۵۲
تولے ۶ ماشے) ہوتے ہیں - حاشیہ مالابد منہ

انجمن حمایت اسلام لاہور کے جانب سے جو دینیات کے رسالے
لکھے گئے ہیں اُن میں بھی سونے چاندی کا یہی نصاب بتلایا گیا ہے - مؤلف
چونکہ اکثر سکے (۱۲) ماشے سے کم ہوا کرتے ہیں - اسلئے اُن سکے ماشوں
کی کمی کے لحاظ سے اُن کا نصاب ہوگا - چنانچہ آج کل دکن میں جو سکہ مروجہ

سے مروج ہے۔ اسکا وزن پورے گیارہ ماشے کا ہے پس اسکا نصاب ([illegible]) ہوگا۔ اور سکہ کلدار جو ملک ہندوستان میں مروج ہے وہ ساڑھے گیارہ ماشے کا ہے اسکا نصاب ([illegible]) ہوتا ہے۔ مولف

پس جسکے پاس سونے چاندی کا مقررہ نصاب موجود ہو۔ اور شرائط مذکورہ بالا پائی جائیں تو ہر سال اُس مال سے چالیسواں حصہ یعنے (۲۰۰) درم چاندی سے (۵) درم اور (۲۰) مثقال سونے سے (آدھا) مثقال زکوٰۃ میں نکالیں عالمگیری۔

جسکی مطابقت تولون کے حساب سے یہ ہوگی۔ (۵۲ تولے ۶ ماشے) چاندی سے (ایکتولہ ۳ ماشے ۵ رتی) اور (۷ تولے ۶ ماشے) سونے سے (۲ ماشے ۲ رتی) زکوٰۃ دیویں۔ مولف

چونکہ ہمیشہ چاندی سونے کے نرخ میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اسلئے روپیوں کی مطابقت تولون ماشون سے صحیح نہیں ہوسکتی۔ حسب نرخ بازار ادائی زکوٰۃ کے وقت حساب لگایا جائے۔ چنانچہ اگر کوئی (ایکتولہ ۳ ماشے ۵ رتی) کے روپئے دینا چاہتا ہے تو بازار کا نرخ دریافت کرے۔ اگر چاندی فی تولہ ایک روپیہ ہے تو اس حساب سے اسکے ([illegible]) ہونگے۔ اور جسکے پاس (۱۰) تولے چاندی ہوگی نرخ بالا سے اسکے ([illegible]) ہونگے۔ اسیطرح اگر سونے کا نرخ بازار میں فی تولہ ([illegible]) کا ہے تو (۲ ماشے ۲ رتی) سونے کے ([illegible]) ہونگے۔ مولف

(مسائل متعلقہ) سونے چاندی کے نصاب کے لئے قیمت کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ وزن کا اعتبار ہے۔ وزن کے اعتبار ہی سے زکوٰۃ واجب ہوگی درمختار۔

مقررہ نصاب سے مقدار زکوٰۃ

سونے چاندی کی مطابقت روپیوں سے بحساب نرخ بازار

زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں

مثلاً اگر کوئی شے (۴۰) تولے کی ہو اور خوبی ساخت کی وجہ سے اس کی قیمت (۶۰) یا (۸۰) روپیہ لگائی جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی - اس لئے کہ اسکا وزن بقدر نصاب (۷ ۵ تولے ۲ ماشے) نہیں - سونے

سونے چاندی میں تجارت کی نیت کا ہونا یا نہ ہونا کوئی شرط نہیں ہر حال میں زکوٰۃ ہے - درمختار

پیسوں پر بھی زکوٰۃ ہے اگر بقدر نصاب اور تجارت کے لئے ہوں - عالمگیری -

زکوٰۃ کے حساب کے واسطے سونا - چاندی کے ساتھ - اور چاندی سونے کے ساتھ بمذہب امام قیمت کے اعتبار سے اور بمذہب صاحبین اجزا کے اعتبار سے ملا لینا درست ہے مثلاً اگر کسی کے پاس (۱۰۰) درم (۲۲ تولے ۲ ماشے) چاندی - اور (۱۰) مثقال (۳ تولے ۹ ماشے) سونا ہو اور (۱۰) مثقال سونے کی قیمت (۱۴۰) درم کے برابر ہو تو ملکر (۲۴۰) درم (۵۳ تولے) ہوئے - جسکی زکوٰۃ امام کے پاس (۶) درم (ایک تولہ ۶ ماشے ۷ ½ رتی) واجب ہوگی - اور صاحبین کے پاس (۵) درم (ایکتولہ ۳ ماشے ۶ رتی) کیونکہ (۲۴۰) درم کی زکوٰۃ باعتبار قیمت (۶) درم ہوتی ہے اور باعتبار اجزا (۵) درم - درمختار -

اجزا کے اعتبار کی یہ مثال ہے - اگر کسی کے پاس (۱۰۰) درم چاندی - اور (۱۰) مثقال سونا ہو اور (۱۰) مثقال کی قیمت (۱۰۰) درم سے کم بھی ہو تو صاحبین کے پاس زکوٰۃ واجب ہے - حالانکہ باعتبار قیمت (۲۰۰) درم نہیں ہوتے - مگر باعتبار اجزا نصف حصہ چاندی کا اور نصف حصہ سونے کا ملکر پورا نصاب ہے درمختار

زکوٰۃ میں قیمت اور اجزا کا اعتبار

اسصورت میں امام کے پاس زکواۃ واجب ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ مگر صحیح یہی ہے کہ اُن کے پاس بھی زکواۃ واجب ہے - عالمگیری

جسکے پاس (۱۰۰) درم چاندی - اور پانچ مثقال [illegible] سونا ہو - اور (۵) مثقال [illegible] کی قیمت (۱۰۰) درم چاندی کے برابر ہو [illegible] اسکے پاس زکواۃ واجب نہ ہوگی [illegible] کیونکہ باعتبار وزن نصاب پورا نہیں ہے [illegible] چاندی تو نصاب کا نصف ہے [illegible] نصاب کا ربع ہے - مگر امام کے پاس زکواۃ واجب ہوگی کیونکہ باعتبار قیمت نصاب پورا ہے یعنی (۲۰۰) درم [illegible]

متذکرۂ بالا صورتوں میں جو سونے چاندی کے دو نصاب ملائے جاتے ہیں ان کی قیمت اسطرح لگانا واجب ہے جس میں از روے رواج فقرا کا زیادہ فائدہ ہو - عالمگیری

مثلاً اگر سونا گران ہو تو چاندی سے اسکی قیمت محسوب کریں - اور اگر چاندی گران ہو تو سونے سے اسکی قیمت محسوب کریں - اگر ایسا نہ ہو سکے تو ہر ایک کا چالیسواں حصہ دیا جائے - حاشیۂ مالابدمنہ

ملونی کی دو تین صورتیں ہیں - اُن کے احکام کا بھی جاننا ضرور ہے -

پہلی صورت - سونا چاندی اگر کسی ملونی کے ساتھ مخلوط ہو اور ملونی پر سونا چاندی غالب ہو تو اسکا حکم خالص سونے چاندی کا ہوگا جسکے پورے وزن کی زکواۃ واجب ہے - جیسے روپے اشرفی وغیرہ جس میں کچھ تانبا شریک رہتا ہے - درمختار

پھیکا سونا اور پھیکی چاندی جس میں کھوٹ کم مقدار میں شریک رہتا ہے اور نیز ٹانکے کے زیورات سب اسی صورت میں داخل ہیں - گو ٹانکے لگائی جانے سے زیورات کی اصل قیمت میں گھٹاؤ ہو جاتا ہے - مگر اس نقصان کے خیال

ہے تو کل چاندی کی زکوٰۃ دیجائے - عالمگیری -

اس مسئلہ کی صورت میں اور بہت ساری شاخیں پیدا ہوتی ہیں مگر بخیال طوالت ترک کر دی گئیں بڑی بڑی کتابوں میں اسکا مفصل ذکر ہے - مولف

زکوٰۃ کے کسرات کا حکم بھی جاننا ضرور ہے جسکی تشریح حسب ذیل ہے -

سونے چاندی کے نصاب پر جب پورا پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو اس حصہ کی بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے - اگر اس سے کم بڑھے تو اوس بڑھوتری پر زکوٰۃ معاف ہوگی مثلاً اگر (۵۲ تولے ۶ ماشے) چاندی پر اسکا پانچواں حصہ (۱۰ تولے ۶ ماشے) چاندی بڑھے تو اسکا چالیسواں حصہ (۳ ماشے ڈیڑھ رتی) زکوٰۃ میں زیادہ دینا ہوگا - لیکن دو چار پانچ سات تولے تک بھی بڑھے تو اس بڑھوتری پر کچھ زکوٰۃ نہیں - درمختار

سونے کا بھی اسیطرح حساب ہے - پس جو سونا چاندی مقررہ نصاب زیادہ ہوگا تو ہر (۴۰) درم میں ایک درم - اور ہر (۴) مثقال میں (۳ [illegible] رتی) زیادہ ہوتا جائے گا - عالمگیری - درمختار -

نصاب مشترک کا بیان

نصاب مشترک میں بمذہب امام زکوٰۃ واجب نہیں - خواہ وہ جانوروں کی زکوٰۃ ہو یا مال تجارت کی - درمختار

نصاب مشترک سے مراد یہ ہے کہ جدا جدا ہر شخص کا مال نصاب کے برابر نہ ہو بلکہ جب دونوں کا مال ملا دیا جائے تو نصاب پورا ہو - غایۃ الاوطار

مثلاً اگر دو شخصوں کی شرکت میں نصفا نصف (۴۰) بکریاں ہوں تو کسی پر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی - گویا ہر ایک کی بیس بیس بکریاں ٹھہریں جو نصاب سے کم ہیں - مولف

اگر دو شریکوں میں سے ایک کا حصہ بقدر نصاب ہو اور دوسرے کا

قدر نصاب ہو تو صرف اسی شریک پر زکواۃ واجب ہوگی جس کا حصہ بقدر نصاب ہے۔ درمختار

سونے چاندی کے زیورات کو ہر سال وزن کر لینا چاہئے [illegible] سے گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ تا کہ پازیب توڑے وغیرہ [illegible]

زیورات کی زکواۃ کے متعلق بعض لوگوں کے یہ خیالات ہیں کہ عورتوں زیورات کی زکواۃ [illegible] پر واجب ہے۔ [illegible] لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان زیورات کی زکواۃ شوہروں پر واجب نہیں۔ بلکہ [illegible] عورتوں پر واجب ہے۔

چونکہ اس مسئلہ کی صحت و تحقیق ضروری تھی اس لئے یہ مسئلہ حضرت حاجی قاری مولوی مولانا سید محمد غلام غوث صاحب شطاری [illegible] فیضانہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے زیورات خواہ طلائی ہوں یا نقرئی اکثر سب عورتوں [illegible] کے ملک و مقبوضہ ہوتے ہیں۔ شوہروں کو ان زیورات پر کوئی حق تصرف نہیں۔ بس اس صورت میں ضرور ہے کہ زیورات کی زکواۃ عورتوں ہی پر واجب ہو نہ کہ مردوں پر۔

مولف عرض کرتا ہے کہ جب صدقہ فطر جو بالکل کم مقدار میں ہے عورتوں کی جانب سے شوہروں پر واجب نہیں (جس کا حال صدقہ فطر کے بیان میں معلوم ہوگا) تو زکواۃ جو ایک معتدبہ مقدار میں ہے کیونکر شوہروں پر واجب ہوگی۔

اگرچہ شوہروں پر واجب نہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن اس بات پر بھی غور کرنا ضرور ہے کہ اگر یہ مسئلہ عام جہاں تک معلوم کر کے زیورات کی زکواۃ سے بالکل بے فکر اور سبکدوش ہو جائیں۔ اور عورتوں ہی کے ذمے اس کی

اور جو کچھ مین نے [illegible] زیورات کی زکواۃ [illegible]

[illegible] ان کی ضروریات [illegible]

[illegible] پاس کوئی [illegible]

پس جب [illegible] ضرور ہے کہ عورتون کو ہر سال [illegible]

[illegible] صرف عورتون [illegible]

[illegible] کہ شوہرون کو بھی اس نقصان [illegible]

ہے اس لئے کہ زیورات سے طرفین کے اکثر ضروریات زندگی [illegible]

ہین - پس بہتر طریقہ یہی ہے کہ سالانہ ہر شوہر اپنی عورت کے زیورات کی
زکواۃ [illegible] آمدنی سے نکالا کرے - وجوباً نہین بلکہ بطریق استحسان جسطرح
سالانہ صدقہ فطر و قربانی مستحب طور پر عورتون کے جانب سے ادا کیجاتی ہے -
اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے سے امید واثق ہے کہ زن و شوہر ہر دو زکواۃ
کے لا نہایت ثواب مین شریک ہون گے - مولف

دوسری قسم مال تجارت کی زکواۃ

جو مال خواہ کسی قسم کا ہو جب وہ تجارت کی نیت سے خریدا جائے اور اسکی
قیمت سونے چاندی کے نصاب کے موافق ہو تو ایکسال گزرنے پر اس مال
کی زکواۃ واجب ہے - یعنے وہی چالیسوان نکالا جائے - عالمگیری

تجارت کے مال اگر مختلف ہون تو بعض کے ساتھ از روے قیمت کے
ملا لینا درست ہے - عالمگیری

جائز ہے کہ اصل شئے زکواۃ مین دیجائے یا اسکی قیمت - عالمگیری

تجارتی مال کی قیمت چاندی یا سونے سے جسکا چلن ہو لگائی جائیگی -

اگر دونوں کا چلن ہو تو جس سے چاہیں [illegible]

جو سامان تجارت سونے چاندی کے سوا [illegible]
کے لحاظ سے دیکھا جائے گا — [illegible]
وزن کے لحاظ سے ہے۔ ردالمحتار۔

اگر تجارت میں مال بھی ہو اور نقد [illegible]
قیمت کے ایک جا ملا کر زکوٰۃ دینا [illegible] — درمختار

تجارتی مال میں جو نقدین کے سوا ہے قیمت کا اندازہ سونے چاندی
کے ساتھ اس لحاظ سے کیا جائے جس میں فقراء کا زیادہ فائدہ متصور
ہو — عالمگیری

مال اگر چاندی سے قیمت لگانے میں نصاب کو پہونچے اور سونے سے
لگانے میں نہ پہنچے — یا سونے سے قیمت لگانے میں نصاب کو پہنچے اور
چاندی سے لگانے میں نہ پہنچے تو اس چیز سے قیمت لگائی جائے گی جس
سے نصاب کو پہونچے — درمختار

مثلاً مال تجارت کی قیمت اگر چاندی سے کیجاتی ہے تو بقدر نصاب (۵۲ تولے
۶ ماشے) ہوتی ہے — اور اگر سونے سے کیجاتی ہے تو تین یا چار تولے ہوتی ہے
تو قیمت چاندی سے کی جائیگی — کیونکہ سونا نصاب سے کم ہے۔ غایۃ الاوطار

اگر مال سونے سے قیمت لگانے میں نصاب کو پہونچے اور چاندی کی قیمت لگانے میں
ایک نصاب اور اسکا پانچواں حصہ زائد ہو یا چاندی سے قیمت لگانے میں نصاب کو پہونچے اور سونے سے قیمت
لگانے میں ایک نصاب اور اسکا پانچواں حصہ زائد ہو تو اس چیز سے قیمت لگانا چاہئے جس میں مستحقین کا زیادہ فائدہ ہو — درمختار

جسطرح سونا چاندی درمیان سال میں حاصل ہونے سے ابتدائی نصاب
میں شریک ہو جاتا ہے اسیطرح تجارت کا مال بھی سال بھر میں کئے دفعہ بھی آئے

تو ابتدائی مال ابتدائی میں سب شریک ہوجائیگا۔ اور ختم سال پر سب مالون کی زکوٰۃ ابتدائی مال کے ساتھہ ہی واجب ہوگی۔ بشرطیکہ ابتدائی مال بقدر نصاب اور ہمجنس ہو۔ ورنہ درمیانی مال ابتدائی مال سے ملایا نہ جائیگا جیسے مال سے نقدین نہین مل سکتے۔

خریداری اسباب مین تجارت کی نیت صراحتًا یا دلالۃً متصل ہونا ضرور ہے۔ یعنے یہ نیت ہو کہ جو چیز خریدی جارہی ہے وہ تجارت کی غرض سے ہے۔ پس اگر کوئی چیز گھر کی ضرورت کے لئے خریدی جائے اور گھر لانیکے بعد اسپر تجارت کی نیت کرلی جائے تو وہ چیز تجارت کی نہ ہوگی جسپر زکوٰۃ واجب نہین۔ درمختار

خریداری مال میں نیت کا اتصال ضروری ہے۔

اگر کسی نے کسیکو کچھہ مال بخشدیا۔ یا عورت کو شوہر سے مہر کے عوض کوئی اسباب ملا۔ یا کسی کو بدل قصاص وغیرہ مین کچھہ سامان ہدست ہوا تو ان صورتون مین مالک ہوتے وقت اگر تجارت کی نیت کرلیجائے تو وہ اسباب تجارت سمجھا جائیگا جسپر امام ابو یوسف کے قول پر زکوٰۃ واجب ہے لیکن امام محمد کے پاس ان صورتون مین زکوٰۃ واجب نہین۔ امام محمد کے قول پر ہی فتوی ہے۔ درمختار

تجارت مین مالک اسباب اسی شہر کے نرخ کے بموجب قیمت کرے جہان وہ مال موجود ہو۔ عالمگیری

صاحبین کے پاس جس روز زکوٰۃ نکالی جائے اسی روز کی قیمت کا اعتبار ہے۔ عالمگیری

نان بائی اگر نمک یا لکڑی روٹی پکانیکے لئے خریدے تو اسپر زکوٰۃ نہین اگر روٹیون پر لگانے کے لئے تل خریدے گا تو بقدر نصاب ہونے پر زکوٰۃ دینا

ہوگی - عالمگیری -

اگر کوئی غلہ بہرنے کے لئے گونیان خریدے تاکہ کرایہ پر چلائی جائین تو اُن پر زکواۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ اسکی نیت فروخت کی نہین ہے - عالمگیری

جو مکان کرایہ پر چلائے جاتے ہین اُن پر بہی کوئی زکواۃ نہین - عالمگیری

تیسری قسم جانورونکی زکواۃ

جانورون سے وہ جانور مراد ہین جو نسل بڑہانیکے غرض سے یا شیر و روغن کے لئے یا موٹے تازے ہونے کیواسطے جنگلون مین بغیر کسی صرفہ کے مفت چرائے جائین - جیسے اونٹ گائے بیل بہیڑ بکری وغیرہ - عالمگیری

ان سب قسمون پر نصاب پورا ہونے اور ایک سال گزرنے پر زکواۃ واجب ہوتی ہے اگرچہ تجارت کی نیت بہی نہو - عالمگیری

اگر ان جانورون کو صرف کام کرنے یا بوجہ لادنے یا سواری کے لئے چرائین تو ان پر زکواۃ واجب نہ ہوگی اگرچہ مفت چراکرین - عالمگیری - درمختار شرح وقایہ

اگر یہ جانور صرف گوشت کہانے کے لئے مفت چرائے جائین تو زکواۃ واجب نہوگی - عالمگیری درمختار

اگر یہ جانور سال مین چہہ مہینے جنگل مین مفت چرین اور چہہ مہینے گہر پر (بندہا رہوا) چارہ کہائین تو زکواۃ واجب نہ ہوگی - درمختار - عالمگیری

جو جانور تجارت کی نیت سے خریدے جائین تو ان پر زکواۃ واجب ہوگی خواہ مفت جنگل مین چرائین یا گہر پر خریدا ہوا چارہ کہلائین - عالمگیری

اگرچہ آجکل بہ جانب سرکار جنگلات محصورہ و غیر محصورہ مین چرائی کے

(۱۱۰) سے (۱۱۹) تک ایک بچھڑا (۱) سالہ دو پاڑے دو دو سالے

(۱۲۰) مین — چار بچھڑے ایک ایک سالے یا تین پاڑے دو دو سالے

بغرض اصطلاح ہر ایک تیس مین ایک سال کا ایک بچھڑا۔ اور ہر چالیس مین دو سال کا ایک پاڑا دینا ہوگا۔ شرح وقایہ —

بھینس بھینسے کی زکواۃ بھی مثل گائے بیل کے ہے۔ عالمگیری —

(۴۰) سے (۵۰) تک جو رہا ہے وہ معاف ہے —

بھیڑ بکرون کی زکواۃ

بکرونکا نصاب (۴۰) راس ہے (۴۰) سے کم مین زکواۃ نہین — پس جو بکرے جنگل مین مفت چرنے والے ہون انکی زکواۃ حسب ذیل ہوگی —

(۴۰)	سے	(۱۲۰)	تک	(۱) بکری
(۱۲۱)	سے	(۲۰۰)	تک	(۲) بکریان
(۲۰۱)	سے	(۳۰۰)	تک	(۳) بکریان
(۳۰۱)	سے	(۴۰۰)	تک	(۴) بکریان

(۴۰۰) سو سے زیادہ مین فی سیکڑا ایک بکری زیادہ ہوتی جائیگی ہزارون تک

عالمگیری — درمختار

(مسائل متعلقہ) زکواۃ مین نر و مادہ دونون ہی دے سکتے مین — عالمگیری

زکواۃ مین جو بوٹلا یا چھیلا دیا جائے وہ ایک سال سے کم نہ ہو — عالمگیری

بوٹلے اور چھیلے ملکر (۴۰) پورے ہوجائین تو نصاب کامل ہوجائے گا ہر ایک کا پورا نصاب ہونیکی ضرورت نہین — درمختار

ایک نصاب سے دوسرے نصاب تک جو عدد ہین وہ معاف ہین درمختار

الحمد للہ آج کل ہر طرف سے مسلمانوں میں بھی تجارت کا شوق پایا جا رہا ہے - غالبا قریب
میں یہ دلی شوق اور طبعی میلان مسلمانوں میں تجارت کا دائرہ بہت وسیع کر دے گا
اُن تمام مسلمانوں کو جو تجارت کر رہے ہیں لازم ہے کہ حسب احکام خداوندی و مسائل شرعیہ
ہر سال تجارت کے مال کی زکواۃ ادا کیا کریں - تاکہ اُن کی تجارتی مال میں مضاعفت
نفع اور خیر و برکت شامل رہے -

اور نیز بفضل خدا آج کل بعض ایسے مسلمان بھی نظر آتے ہیں جنکے پاس بھیڑ
بکروں کی ایک معتدبہ تعداد موجود ہے - انکو لازم ہے کہ حسب احکام ہر سال بکروں
کی زکواۃ دیا کریں - انشاء اللہ تعالی پہلے سے زیادہ اُن میں خیر و برکت پائینگے -

مولف

زکواۃ کے مستحقین

زکواۃ کے مستحق سات قسم کے لوگ ہیں - جن کو زکواۃ کا پیسہ دینا لازم ہے

فقیر[1] - مسکین - عامل - مکاتب - مدیون - فی سبیل اللہ - مسافر

فقیر[1] وہ شخص ہے کہ جو تھوڑا سا مال نصاب سے کم رکھتا ہو - یا بقدر نصاب
رکھتا ہو مگر نامی (بڑھنے والا) نہ ہو - اور نیز اسکی اصلی حاجتوں سے زیادہ نہ ہو -
عالمگیری -

مسکین[2] وہ شخص ہے کہ جسکے پاس کچھ بھی موجود نہ ہو - یہاں تک کہ اپنے
کے کھانے پینے اور ستر ڈھانکنے کا بھی محتاج ہو جس سے اسکو سوال کرنا حلال
ہو سکے - عالمگیری

عامل[3] وہ ہے کہ جسکو امام یا بادشاہ نے صدقہ اور عشر وغیرہ وصول کرنے کے
لئے مقرر کیا ہو - اگرچہ وہ غنی ہو مگر ہاشمی (سید) نہ ہو - عالمگیری

مکاتب وہ غلام ہے جسکو مولا نے یہ کہا ہو کہ اگر تو اسقدر مال لاوے گا تو آزاد ہے ایسے غلام کی آزادی مین مال زکواۃ سے مدد کر سکتے ہین بشرطیکہ وہ کسی ہاشمی کا غلام نہ ہو- عالمگیری- درمختار

مدیون وہ ہے جسپر قرض ہو- اور اپنے قرض کے سوائے دوسرے کسی نصاب کا مالک ہو اگر ہو بھی تو قرض سے زیادہ نہ ہو- عالمگیری-

فی سبیل اللہ- اس سے اُن غازیون کو زکواۃ کے پیسے سے مدد کرنا ہے جو بوجہ تنگدستی لشکر اسلام مین پہنچ نہین سکتے- یا اُن حاجیون کو جو قافلہ سے چھوٹ گئے ہون- اور بوجہ محتاجی قافلہ سے مل نہین سکتے- یا اُن طالب علمون کو جو بوجہ افلاس تحصیل علم سے مجبور ہون- اور نیز اسی مین وہ لوگ بھی داخل ہین جو کسی کار خیر مین سعی کرتے ہون- عالمگیری-

طالب علمون سے مراد دینی طالب علم ہین- جو فقہ و تفسیر و حدیث وغیرہ کی تعلیم مین مصروف ہون- نہ کہ دنیوی طالب علم جو علم منطق- تاریخ- جغرافیہ حساب رمل- نجوم وغیرہ حاصل کرین- کیونکہ یہ علوم فی سبیل اللہ کی تعریف مین داخل نہین ہو سکتے- مولف

مسافر وہ ہے جو اپنے وطن سے نکل کر اپنے مال و دولت سے دور پڑ گیا ہو اور فی الحال اسکے پاس موجود نہو- مسافر کو بقدر ضرورت زکواۃ کا پیسہ لینا چاہئے ضرورت سے زیادہ لینا جائز نہین- عالمگیری-

زکواۃ دہندہ کو اختیار ہے خواہ ان سب اقسام پر اپنی زکواۃ تقسیم کرے یا کسی ایک ہی قسم پر صرف کرے- درمختار- عالمگیری

زکواۃ کے غیر مستحقین

زکواۃ کا پیسہ مصارف ذیل میں دینا جائز نہیں ۔

کسی مسجد یا پل ۔ یا سڑک یا شہر کی تعمیر میں ۔ عالمگیری ۔ درمختار

مصارف حج و جہاد میں ۔ اور نیز ایسی چیزون میں جس میں تملیک (مالک بنا دینا) نہ ہو ۔ عالمگیری ۔ خلاصۃ الاوطار ۔

کسی میت کے کفن دفن یا کسی میت کے ادائے قرض میں ۔ عالمگیری ۔ درمختار ۔ شرح وقایہ ۔

غنی کو ۔ یعنے ایسے مالک نصاب کو جس کا نصاب اسکی حاجت اصلی سے زیادہ ہو خواہ وہ کسی قسم کا ہو ۔ یعنے جسپر قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہے اسکو زکواۃ دینا جائز نہین ۔ درمختار ۔

غنی کے نابالغ لڑکے کو ۔ عالمگیری ۔ درمختار ۔ شرح وقایہ ۔

ایسے قرابت دارون کو جن مین قرابت توالد ہو زکواۃ دینا جائز نہین ۔ جیسے بزرگون مین ۔ ماں باپ ۔ دادا دادی ۔ نانا نانی ۔ وغیرہ ۔ چھوٹون مین ۔ بیٹا بیٹی ۔ پوتا پوتی ۔ نواسا نواسی ۔ وغیرہ ۔ عالمگیری ۔ درمختار ۔

شوہر اپنی زوجہ کو زکواۃ نہین دیسکتا ۔ اور زوجہ شوہر کو بھی بمذہب امام زکواۃ نہین دیسکتی ۔ مگر بمذہب صاحبین زوجہ اپنے شوہر کو زکواۃ دیسکتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے ۔ (بشرطیکہ شوہر کا مصرف زکواۃ مین شمار ہوسکے) درمختار ۔ شرح وقایہ ۔

بنی ہاشم (سید) کو جو خاص حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۔ حضرت عباسؓ حضرت جعفرؓ ۔ حضرت عقیلؓ ۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہون اور انکے غلام ہون کو اگرچہ آزاد ہون زکواۃ نہ دی جائے ۔ درمختار ۔ عالمگیری ۔ شرح وقایہ ۔

بعض علماء کا یہ بھی قول ہے کہ فی زماننا بنی ہاشم کو زکواۃ دیجائے۔ کیونکہ زکواۃ کا عوض یعنے غنیمت کا خمس (یا پانچواں حصہ) اب انکو نہیں ملتا۔ اور نیز لوگ نذرانہ دینے میں بھی تغافل سے کام لیتے ہیں۔ غایۃ الاوطار۔

امام ابو یوسف کے پاس بنی ہاشم۔ بنی ہاشم کو زکواۃ دیسکتا ہے مگر اولی یہ ہے کہ انکو بھی نہ دیجائے۔ درمختار۔

(حیلۂ شرعی) بنی ہاشم کو زکواۃ دینے میں حیلۂ شرعی یہ ہے کہ کسی معتمد شخص کو زکواۃ کا مال دیکر اسکو کہا جائے کہ فلان بنی ہاشم کو تو اپنے طرف سے تحفتاً دیدینا اسصورت میں ہر دو ثواب پائینگے۔ مگر دینا نہ دینا اسکے اختیار میں ہے کوئی مجبور نہیں کرسکتا۔ اسی حیلہ سے مسجد وغیرہ کی تعمیر میں بھی زکواۃ صرف کرسکتے ہیں۔ غایۃ الاوطار

اپنے مملوکہ غلام۔ حربی یا ذمی کافر کو زکواۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ درمختار۔ عالمگیری

مسائل متفرقہ متعلقہ زکواۃ

سوائے قرضدار اور عیال دار کے کسی منفرد شخص کو زکواۃ کا پورا نصاب دینا مکروہ ہے۔ درمختار۔ عالمگیری

زکواۃ کا کسی شخص کو اتنا دینا مستحب ہے کہ اوس دن سوال کا محتاج نہ رہے عالمگیری۔ شرح وقایہ۔

زکواۃ کا غیر مقام پر بغیر ضرورت کے نقل کرنا مکروہ ہے۔ ہان اگر وہان یہان سے زیادہ حقدار ہوں تو مضائقہ نہیں۔ عالمگیری

زکواۃ کا مال دینی طالب علموں کے لئے دوسرے شہر میں نقل کرنا مکروہ

نہیں ہے — درمختار

اور اپنی زکوٰۃ میں پہلے رشتہ داروں کا لحاظ رکھا جائے — چنانچہ انکا سلسلہ
اس طرح بیان ہوا ہے — پہلے بھائی بہن پھر انکی اولاد — پھر چچا پھوپی اور انکی
اولاد — پھر ماموں پھر خالہ اور انکی اولاد — پھر ذوی الارحام — پھر محلے والے —
پھر بستی والے — درمختار — عالمگیری

جاہل فقیر سے عالم فقیر کو زکوٰۃ دینا زیادہ افضل ہے — درمختار — عالمگیری
فقیر غیر مدیون کو زکوٰۃ دینے سے قرضدار کو دینا اولیٰ ہے۔ کیونکہ قرضدار کی
ضرورت فقیر کی ضرورت سے بڑھ کر ہے — درمختار

اگر زکوٰۃ دیدینے کے بعد (بشرطیکہ کوشش کر کے مصرف زکوٰۃ سمجھا گیا)
یہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ گیرندہ اُسکا مکاتب یا حربی کافر تھا تو پھر دوبارہ زکوٰۃ
دیجائے — لیکن زکوٰۃ گیرندہ غنی یا ذمی کافر — یا اسکی زوجہ یا اُسکا باپ یا
بنی ہاشم ہے تو زکوٰۃ کا دوبارہ دینا لازم نہیں — درمختار — عالمگیری —
شرح وقایہ —

زکوٰۃ کے عوض کسی کو رہنے کے لئے مکان دینا جائز نہیں — عالمگیری

کسی خوش خبری یا ہدیہ لانے والے کو یا اپنے خادموں کو خواہ مرد ہوں
یا عورت اور اقربا کے تمیزدار لڑکوں کو عید وغیرہ میں زکوٰۃ کی نیت سے کچھ
دینا جائز ہے — بشرطیکہ کسی بات کا عوض قرار دیکر نہ دیا جائے — عالمگیری —
درمختار —

جب سال ختم ہو جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کیجائے — اگر بلا عذر تاخیر کریگا
تو بقول مختار گنہگار ہوگا — اور اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی بسبب فاسق ہونے
کے — درمختار — عالمگیری

صاحب نصاب کو جائز نہیں کہ اپنے اُس پسر کو زکواۃ دے جو زنا سے پیدا ہوا ہو عالمگیریہ۔

اگر مالک مال اپنا کل مال خیرات کردے تو زکواۃ اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائیگی بشرطیکہ کسی نذر یا کفارہ یا صدقہ وجب کی نیت نہو۔ شرح وقایہ

اگر مالک مال تھوڑا سا مال خیرات کردے تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے پاس اُس خیرات کئے ہوئے جزو مال کی زکواۃ ساقط ہوجائے گی۔ مگر امام ابویوسف کے پاس ساقط نہ ہوگی۔ شرح وقایہ

زکواۃ کی رقم ماہ بماہ بھی صرف کرسکتے ہیں

ادائی زکواۃ میں یہ ضرور نہیں ہے کہ ختم سال پر حساب کرتے ہی فوراً رقم بھی مستحقین پر صرف کردیجائے۔ بلکہ اُس رقم کو بدفعات صرف کرسکتے ہیں۔ جسکی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ نصاب موجودہ کا جملہ حساب کرکے جتنی رقم زکواۃ میں نکلے وہ علیحدہ کردیجائے۔ اور ماہانہ اُس رقم سے مستحقین پر صرف کیا کریں۔

دوسری صورت یہ کہ ختم سال پر زکواۃ کا حساب تو کرلیا جائے مگر رقم زکواۃ علیحدہ نکی جائے۔ بلکہ ہر مہینے رقم محسوب شدہ کا ایک حصہ مستحقین کو دیا کریں۔

حالانکہ یہ دونوں صورتیں جائز ~~نہیں~~ ہیں۔ لیکن آسانی پہلی صورت میں ہے کیونکہ پہلی صورت میں رقم علیحدہ کرتے وقت ادائی زکواۃ کی نیت ایک ہی وقت متصل ہوجاتی ہے پھر ہر مہینے بار بار نیت کرنیکی ضرورت نہیں برخلاف اس کے دوسری صورت میں ہر مہینے ادائی زکواۃ کی نیت کرنا ضرور ہوگا۔ مولف حسب ارشاد مولوی سید غلام غوث صاحب قبلہ شطاری دام فیضانہ

اگرچہ تمام کتب فقہ میں عشر کا بیان اور اس کے احکام بھی باب الزکواۃ

میں مندرج ہیں - مگر ہندوستان میں کہیں زمین عشری نہیں ہے اسلئے عشر کے احکام کا لکھا جانا یہاں لاحاصل ہے - مولف

آداب زکوات

ادائے زکواۃ کے لئے سال میں دو مہینے بہت مبارک و افضل ہیں - ایک ماہ محرم الحرام دوسرا ماہ رمضان المبارک -

زکواۃ میں وہ مال دیا جائے جو بہتر اور پاکیزہ اور کسب حلال سے ہو - حرام یا مکروہ یا مشتبہ مال سے احتراز کریں - کیمیائے سعادت -

زکواۃ کا مال بطیب خاطر نہایت خلوص و شادمانی سے ادا کیا جائے - کیمیائے سعادت -

مال دیکر منت رکھنے احسان جتلانے سے زکواۃ و صدقات دیگر کا ثواب ضائع و باطل ہو جاتا ہے - کیمیائے سعادت

مستحق زکواۃ اگرچہ کسی صفت کا ہو زکواۃ تو ادا ہو جاتی ہے - لیکن پرہیزگاروں عیالداروں - دینی طالب علموں - قرابتداروں کو زکواۃ کا دینا بہت افضل اور موجب ازدیاد ثواب ہے - کیمیائے سعادت

زکواۃ کا مال علانیہ تقسیم کیا جائے تاکہ دوسروں کو ترغیب و تحریص پیدا ہو - البتہ دوسرے صدقات نافلہ پوشیدہ طور پر دینا افضل ہے - کیمیائے سعادت

کسیکو اپنے گھر کے کام و کاج کی امید پر زکواۃ دینا - یا کسیکو گھر کے کام و کاج کے لئے زکواۃ کے عوض مجبور کرنا سخت مکروہ ہے - کیونکہ حق تعالے کی خالص خوشنودی باقی نہ رہی بلکہ ذاتی اغراض شامل ہو گئے - مولف -

اگرچہ یہ رسالہ خاص مسائل زکواۃ سے تعلق رکھتا ہے لیکن صدقہ فطر

ہوں تو اسپر قربانی اور صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔۔ اور اگر دو قطعے علیحدہ علیحدہ ہوں اور تیسرے قطعے کی قیمت (۲۰۰) درہم ہو تو اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا کیونکہ یہ تیسرا قطعہ ضرورت اصلی سے زیادہ ہے۔ عالمگیری

اگر کسی کے پاس فقہ، حدیث وغیرہ دینی کتابوں کے سوائے۔ طب نجوم وغیرہ کی دنیوی کتابیں (۲۰۰) درہم کی ہوں تو قربانی و صدقہ فطر واجب ہوگا۔ اسیطرح اگر دو فرشوں کے سوائے تیسرا فرش بقدر نصاب ہوگا تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔ عالمگیری

فرشوں کی تفصیل اسطرح ہے کہ ایک ہی درجہ کے تین فرش ہوں تو تیسرا فرش ضرورت سے زیادہ ہے۔ نہ کہ مختلف درجوں کے دس بیس فرش ضرورت سے زیادہ خیال کئے جائیں۔ مولف

بخلاف زکوٰۃ کے نابالغ۔ مجنون لڑکے پر بھی صدقہ فطر واجب ہوگا۔ درمختار

نصاب موجودہ کے مواقف یا زیادہ جو شخص قرضدار ہوگا اسپر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا۔ درمختار۔

صدقہ فطر کے معین اجناس ۱۶

صدقہ فطر میں اجناس اربعہ کی کوئی ایک جنس یا ان کی قیمت دیجائے اجناس اربعہ یہ ہیں۔ گیہوں۔ جو۔ خرما۔ کشمش۔ گیہوں اور جو کا آٹا و ستو بھی اسی میں شریک ہیں۔ ان چار اجناس کے سوائے اور اناجوں کا اسی وزن معینہ پر دینا جائز نہیں (جیسے جوار۔ چاول۔ باجرا وغیرہ)۔ عالمگیری

آج کل بعض مقامات پر ناواقف لوگ گیہوں کی گرانی کی وجہ سے یہ رواج ڈالنا چاہتے ہیں کہ صدقہ فطر میں گیہوں۔ جو وغیرہ کے مقررہ وزن پر جوار چاول وغیرہ دئے جائیں۔ افسوس ہے انکی لاعلمی پر کہ باوجود کتب معتبر

وزن میں سکہ چہرہ سے (۸۴) روپیہ کا ہے جو کہ [illegible] روپیہ
زاید ہے پس یہ بات بھی ماشوں کی کمی سکے [illegible] کا ہوگا
جس سے صاع کا وزن (تین سیر ۳۷ تولے ۴ ماشے) کا [illegible] اور صدقہ
فطر کا وزن ڈیڑھ سیر ۱۸ تولے ۸ ماشے - واللہ اعلم بالصواب [illegible]
گیہوں یا جو وغیرہ کی قیمت کا اندازہ اسی دن کا معتبر ہے جس [illegible] صدقہ [illegible]
جاتا ہے - عالمگیری -

گیہوں جو وغیرہ اوسط درجہ کے دیے جائیں نہ بہت اعلیٰ [illegible]
جو یا گیہوں دینے سے انکا آٹا دینا افضل ہے - اور آٹے [illegible]
بہت افضل ہے کیونکہ آٹے اور نقد سے ضروری غوری حاجتیں [illegible]
عالمگیری (لیکن ایام قحط میں اناج کا دینا ہی اولیٰ ہے)

دو اجناس کو ملا کر دینے سے بھی صدقہ فطر ادا ہو سکتا ہے - جیسے آدھا صاع
گیہوں - اور آدھا صاع جو - عالمگیری

صدقہ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق ظاہر ہونے کے بعد واجب ہوتا ہے
پس جو شخص صبح صادق کے پہلے مر جائے - اور جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہو
ان پر فطرہ واجب نہ ہوگا - درمختار - عالمگیری

مستحب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن فجر کے بعد نماز کو جانے کے پہلے صدقہ
فطر ادا کیا جائے اگر کسی وجہ سے عید الفطر کا دن گزر گیا اور صدقہ فطر ادا نہ ہو سکا
تو یہ صدقہ ساقط نہیں ہو سکتا - بلکہ اسکا ادا کرنا واجب ہے اسلئے بطور قضا کے
بعد میں ادا کرے - عالمگیری

جو شخص بوجہ ضعیفی یا بیماری رمضان کا سال بھر روزے نہ رکھا ہو اس پر بھی
صدقہ فطر واجب ہے - عالمگیری

جو صاحب نصاب ہو اُسکو صدقہ فطر اپنے طرف سے اور اپنے نابالغ اولاد کیطرف سے اگرچہ مجنون ہوں یا صحیح ہوں - اور نیز خدمتی غلاموں لونڈیوں کیطرف سے خواہ مسلمان ہوں یا کافر ادا کرنا واجب ہے - درمختار - عالمگیری

کسیکو اپنی بی بی اور بالغ اولاد - اور ماں باپ - اور چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دیگر قرابت داروں کیطرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں - اگرچہ یہ سب اسکی عیال ہوں شریک ہوں یعنے اسکے پاس کھاتے پیتے ہوں ماں باپ کی طرف سے [illegible] کہ اُن پر اولاد کی ولایت نہیں ہے گو زوجہ پر شوہر کی ولایت تو ہے مگر ولایت تامہ نہیں ہے سوائے حقوق زوجیت کے اور اولاد بالغ ہو مگر مجنون ہو تو والدین پر اُسکا صدقہ فطر واجب ہوگا - کیونکہ مجنون کی [illegible] - عالمگیری - درمختار - غایۃ الاوطار —

اگر کوئی شخص اپنی بی بی اور والدین وغیرہ کے طرف سے صدقہ فطر ادا کرے تو مستحسن ہوگا جسطرح آجکل رواج ہے اور اس مین کوئی برائی نہین درمختار

اگر کوئی شخص اُن اشخاص کیطرف سے صدقہ فطر ادا کرے جن کا خورد و نوش اُس سے متعلق ہے جیسے والدین - زوجہ - اولاد وغیرہ تو بطریق استحسان جائز ہے اور اس صورت مین اجازت کی کوئی شرط نہین - البتہ اگر ان لوگون کا خورد و نوش اُس سے متعلق نہین ہے تو انکی اجازت شرط ہے بغیر اُن کی اجازت کے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا درمختار —

ہر شخص کا صدقہ فطر ایک ہی شخص کو دینا اولی ہے - دو یا زیادہ پر تقسیم کرین تو بھی جائز ہے جسطرح کہ دو چار صدقہ فطر ایک مستحق کو دیسکتے ہین درمختار —

صدقہ فطر کے بھی وہی مستحقین ہین جو زکواۃ کے ہین - درمختار

جو شخص صدقہ فطر کا صاحب نصاب ہے اسکو زکواۃ کا لینا جائز نہین درمختار

اشتہار

امر اس قدر ابھی شک نہیں کہ زکواۃ دین اسلام کا ایک عظیم الشان رکن ہے جسکا [illegible]
بار بار ارشاد ہے جسطرح دوسرے ارکان اسلام صوم و صلواۃ وغیرہ کی فرضیت ثابت ہے
اسی طرح زکواۃ کی فرضیت بھی مسلم ہے۔ لیکن عموماً دوسرے ارکان کے لحاظ کرتے
اس رکن کی نسبت بڑی غفلت و لاپرواہی سے کام لیا جاتا ہے۔ ملک میں سیکڑوں ہزاروں
دولتمند صاحب نصاب نظر آتے ہیں مگر زکواۃ دہندہ شاید ہی کوئی ایک ہے
بیچارہ زکواۃ کی کم رواجی کے افسوسناک حالات ہر طرف دیکھے جاتے ہیں
اکثر کے دولتمندوں میں زکواۃ کی فرضیت کا خیال اور اوس کی ادائی
کا اس قدر ابھی پایا نہیں جاتا۔ زکواۃ میں عقلاً نقلاً جو جو بیان و بیت ہیں
اہل دول کی نظروں سے بہت دور ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ ان حالات پر نظر کر کے
اندنوں عالیجناب مولوی شاہ محمد ولی اللہ صاحب [illegible] گلشن آباد

سیدک نے خاص مسائل زکواۃ میں مسمّی بہ احکام الزکواۃ - ایک رسالہ لکھا ہے جس میں جملہ مسائل زکواۃ کو جو بڑی بڑی معتبر مستند فقہ کی کتابوں میں ہیں نہایت سلیس اور عام فہم عبارت میں تحریر فرمایا ہے اور ہر مسئلہ پر کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے - مؤلف نے اس رسالہ کے مقدمہ میں نہایت خوبی کیساتھ زکواۃ کی فرضیت و ضرورت عقلاً و نقلاً ثابت کی ہے اور عام طور پر اغنیا و اہل نصاب کو اسطرف ترغیب و ترہیب دلائی گئی ہے - اس رسالہ میں خاص طور پر دو مقام قابل دید ہیں جہاں مؤلف نے درہم و مثقال و صاع شرعی کی تحقیق اور نیز وزن صدقہ فطر کی تصحیح بڑے غور و خوض کے ساتھ بیان فرمایا ہے رسالہ ہذا کے جملہ مسائل کا ملاحظہ اور انکی صحت عالم بے بدل فاضل بے مثل حاجی حافظ قاری مفتی مولانا مولوی سید محمد غلام غوث الحسینی صاحب قبلہ شطاری دامت برکاتہم نے فرمائی ہے - چنانچہ آخر کتاب میں حضرت موصوف کی تقریظ درج ہے - پس تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ ایسی بیش بہا اور نایاب کتاب کی خاطر خواہ قدر کریں اور ہر شخص خرید کر مسائل زکواۃ سے واقف ہو اور جو دولتمند صاحب نصاب ہوں حسب مسائل سالانہ زکواۃ پابندی سے ادا کیا کریں - رسالہ ہذا اگرچہ تین جزو سے زیادہ ہے مگر بخیال نفع عام اسکی قیمت صرف ۳ر رکھی گئی ہے علاوہ محصول ڈاک - جو صاحب اسکی خرید کے خواہشمند ہوں مؤلف سے بمقام گلشن آباد کمیدان یا شہر سے بمقام بلدہ مطبع محبوب النظائر طلب فرمالیں -

المشتہر

محمد ولی الرحمن مہتمم مطبع محبوب النظائر محلہ بی بی کا الاوہ حیدرآباد دکن